ڈاکٹر مختار الدین احمد کے خطوط ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام

(۱)

ڈاکٹر مختار الدین احمد (۱۹۲۴ء تا ۲۰۱۰ء) صحیح معنوں میں ایک جامع الحیثیات اور کثیر الجہات علمی شخصیت تھے۔انھوں نے اپنے بے پناہ تحقیقی، تدوینی، تدریسی اور علمی کارہائے نمایاں کے باعث علمی دُنیا کو اپنی طرف متوجّہ کیا۔اُن کا اصل میدان عربی زبان وادب تھا،اس لیے اس میدان میں انھوں نے اپنی غیر معمولی صلاحیت اور استعدادِ کار سے ایسے کام انجام دیے،جن کو ہندوستان پاکستان میں ہی نہیں بل کہ عرب دُنیا میں بھی عزت و پذیرائی نصیب ہوئی۔اس کے ساتھ ساتھ اُردو زبان وادب کے حوالے سے بھی انھوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔اُردو تحقیق، تدوین، غالب شناسی، مخطوطہ شناسی، مکتوب نگاری اور شاعری ابدالآباد تک ان کی منت گزار رہے گی۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد کا تعلق ایک مذہبی اور علمی گھرانے سے تھا۔آپ کے بزرگ میجرا[رسول پور] کے رہنے والے تھے جو نالندہ اور راجگیر کے درمیان واقع ہے۔ان کے اجداد کو یہ جاگیر مغل بادشاہوں نے فوجی خدمات کے اعتراف میں عطا کی تھی۔ڈاکٹر صاحب کے جدِ امجد ملک عبدالرزاق اشرفی اپنے وقت کے متدین عالم اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔وہ فارسی کے دبیر اور خوش نویس تھے۔ڈاکٹر صاحب کے والد ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری (م:۱۹۶۲ء) ہندوستان کے متبحر اور جید علما میں شمار ہوتے تھے۔وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے دست گرفتہ اور خلیفۂ مجاز تھے۔زندگی بھر وہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں منہمک رہے۔ان کے فیض یافتگاں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ان کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے متجاوز ہے۔ان کی بیش تر کتابیں ہنوز تشنۂ اشاعت ہیں۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد ۱۴/نومبر ۱۹۲۴ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔آپ کا بچپن اپنے ننھیالی گاؤں استھانواں میں گزرا۔چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں خاندانی روایت کے مطابق حافظ شرف الدین احمد کے ہاتھوں ان کی رسمِ بسم اللہ ادا کی گئی۔ابتدائی تعلیم و تربیت والدۂ ماجدہ رابعہ خاتون کی نگرانی میں ہوئی۔قرآن مجید کے ابتدائی چند پارے اپنے نانا منشی محمد واعظ الحق سے پڑھے۔استھانواں میں ان کے ابتدائی درجوں کے اساتذہ میں مولوی محمد عمر اور مولوی نعیم الدین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔اس کے بعد وہ اپنی والدۂ ماجدہ کے ساتھ پٹنہ آ گئے جہاں ان کے والدِ محترم مدرسۂ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں حدیث اور ہیئت کے استاد تھے۔والد گرامی کی نگرانی میں انھوں نے ابتدائی تعلیم مکمل کی۔قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ تجوید و قراءت کے فنون سیکھے اور پھر اُردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی کتب کا درس لیا۔گھر ہی میں ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسۂ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں مولوی کی پہلی جماعت میں داخلہ لیا۔اس مدرسے میں چھے سالہ تعلیم حاصل کر کے مدرسہ اگزامینیشن بورڈ سے مولوی، عالم

اور فاضل کے امتحان دیے اور تینوں امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ فاضل کے امتحان میں بہار اور اڑیسہ کے طلبہ میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر انھیں ''سر فخر الدین گولڈ میڈل'' سے نوازا گیا۔ فاضلِ حدیث کے امتحان میں بھی اوّل آئے اور ''سید عبدالعزیز گولڈ میڈل'' کے حق دار ٹھہرے۔ اس مدرسے میں انھیں مختلف مکاتبِ فکر کے علما سے سبق پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد سہول عثمانی، مولانا سید شاہ عبید اللہ قادری، مولانا اصغر حسین بہاری، مولانا عبدالشکور مظفر پوری، مولانا سیّد دیانت حسین دربھنگوی، مولانا عبدالسبحان دیسوی، مولانا سیّد عبدالرشید اور سیّد معین الدین ندوی کے نام شامل ہیں۔ انگریزی کی تعلیم انھوں نے ماسٹر سیّد صفیر الدین احمد سے حاصل کی۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد کے والدِ گرامی اگرچہ عالمِ دین تھے مگر جدید علوم کی اہمیت کو سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے بیٹے کو عصری علوم کی تحصیل کی اجازت عطا کر دی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی ذہانت اور فطانت سے دس سالہ انگریزی کورس کو دو سال کے مختصر عرصے میں مکمل کر کے ۱۹۴۱ء میں مسلم ہائی سکول پٹنہ میں داخلہ لے لیا اور اگلے سال میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ ۱۹۴۳ء میں آپ علی گڑھ آ گئے اور پھر یہاں سے انٹر، بی اے اور ایم اے عربی کے امتحانات امتیاز کے ساتھ پاس کیے۔ ایم اے عربی کا مشورہ ان کے استاد علامہ عبدالعزیز میمن کا تھا۔ وہ ایم اے عربی میں اوّل آئے اور وظیفہ حاصل کیا۔ ایم اے عربی کے بعد مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر ذاکر حسین کی خواہش پر لٹن لائبریری (موجودہ نام: مولانا آزاد لائبریری) کے شعبۂ مخطوطات کے نگران مقرر ہوئے۔ ''علی گڑھ میگزین'' کی ادارت کا کام بھی انھی کے سپرد ہوا۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں میگزین کا غالب نمبر شائع کیا جو حوالے کی چیز ہے۔ ۱۹۵۲ء میں علامہ عبدالعزیز میمن کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ معروف جرمن مستشرق پروفیسر فرینس کرینکو اُن کے ممتحن تھے۔ ۱۹۵۳ء میں امریکہ کی راک فیلر فاؤنڈیشن کی فیلوشپ ملی۔ معروف مستشرق پروفیسر ہملٹن گب کی نگرانی میں Social Criticism in Modern Arabic Literature کے موضوع پر ڈی فل کا کام آغاز کیا۔ مگر پروفیسر گب کے ہارورڈ چلے جانے کے بعد کیمبرج یونی ورسٹی کے شعبۂ عربی کے صدر اور معروف مستشرق پروفیسر آربری ان کے نگران مقرر ہوئے اور وہی ان کا امتحان لینے کے لیے اوکسفورڈ آئے۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد نے محض پندرہ ماہ کے مختصر عرصے کے دوران میں تحقیقی کام مکمل کر کے اوکسفورڈ یونی ورسٹی سے ڈی فل کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد کی عملی زندگی کا آغاز لٹن لائبریری کے شعبۂ مخطوطات کے نگران کی حیثیت میں ہوا۔ اس منصب پر ۲۷ر نومبر ۱۹۴۹ء کو ان کا تقرر ہوا۔ بعد ازاں پی ایچ ڈی کی تکمیل کے دوران میں ہی یکم اپریل ۱۹۵۲ء کو انھیں اسسٹنٹ لائبریرین بنا دیا گیا۔ پی ایچ ڈی کی تکمیل کے بعد ۱۴ر جنوری ۱۹۵۳ء کو شعبۂ عربی میں لیکچرار منتخب ہوئے۔ انتخاب کرنے والے پینل میں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی بھی شامل تھے۔ ڈاکٹر آرزو یکم اپریل ۱۹۵۸ء کو ادارۂ علومِ اسلامیہ میں ریڈر مقرر ہوئے اور ڈاکٹر عبدالعلیم کے وائس چانسلر ہو جانے کے بعد اس ادارے کے ڈائریکٹر بن گئے۔ ۱۱ر مئی ۱۹۶۸ء کو وہ عربی کے پروفیسر اور شعبۂ عربی کے چیئرمین بنے اور اپنی ریٹائرمنٹ (۱۹۸۴ء) تک اسی منصب پر فائز رہے۔ مدتِ ملازمت ختم ہو جانے پر انھیں چار سال مزید کام کرنے کا موقع دیا گیا۔ یہ شعبۂ عربی کے ساتھ ان کی غیر معمولی وابستگی کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے دورانِ ملازمت مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے عربی شعبے کو ایک مثالی شعبہ بنانے کی کامیاب کوشش کی۔ یونی ورسٹی کی ملازمت سے سبک دوشی کے بعد وہ

علی گڑھ میں ہی قیام پذیر ہو گئے اور اپنے ناتمام علمی منصوبوں کو مکمل کرنے لگے۔ علم وادب کی خدمت کرتے کرتے ۳۰ر جون ۲۰۱۰ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد نے ستر کے قریب کتابیں تصنیف، تالیف اور ترجمہ کیں۔ ان کے اُردو، فارسی، عربی اور انگریزی مقالات کی تعداد سیکڑوں میں ہے۔ ۲۰۰۲ء میں ان کے مقالات اور تصانیف کا وضاحتی اشاریہ ''مختار نامہ'' کے نام سے ڈاکٹر عطا خورشید اور مہر الٰہی ندیم نے مرتب کیا، جو علی گڑھ ہیریٹج پبلی کیشنز، علی گڑھ کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ ڈاکٹر مختار الدین آرزو کی علمی وادبی خدمات کا اعتراف دل کھول کر کیا گیا۔ ۱۹۸۸ء میں ان کی چونسٹھویں سالگرہ کے موقعے پر نائب صدر جمہوریہ ہندوستان شنکر دیال شرما کے ہاتھوں انھیں ایک وقیع ارمغانِ علمی بہ نام ''نذرِ مختار'' پیش کی گئی۔ اس ارمغان کے مرتب معروف غالب شناس مالک رام تھے۔ اس ارمغان میں پروفیسر نذیر احمد، اسلوب احمد انصاری، عبدالمغنی، ڈاکٹر گیان چند جین، علی جواد زیدی، نور الحسن نقوی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ضیا الدین ڈیسائی، مشفق خواجہ، مولانا محمد عبدالسلام، جگن ناتھ آزاد، سید قدرت نقوی، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، پروفیسر مسعود حسین خان، ڈاکٹر حنیف نقوی، ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر سہیل بخاری، ڈاکٹر سیّدہ جعفر، پروفیسر محمد اسلم، ڈاکٹر ریاض الرحمٰن شروانی، پروفیسر امیر حسن عابدی اور پروفیسر ظہیر احمد صدیقی کے مقالات شامل ہیں۔ آپ کو ۱۹۶۵ء میں میر اکیڈمی، لکھنؤ نے میر ایوارڈ، ۱۹۸۳ء میں غالب انسٹی ٹیوٹ، دہلی نے غالب ایوارڈ اور عربی زبان وادب کی بے پایاں خدمات کے اعتراف میں صدر جمہوریۂ ہند نے سرٹیفکیٹ آف آنر پیش کیا۔ مدرسۂ منظر اسلام، بریلی نے اپنے صد سالہ جشن ۱۴۲۲ھ کے موقعے پر امام احمد رضا ایوارڈ پیش کیا۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نے طالب علمی کے زمانے سے تصنیف وتالیف سے اپنا رشتہ جوڑا جو ان کی وفات تک بغیر کسی تعطّل کے قائم رہا۔ عربی، فارسی، انگریزی اور اُردو میں ان کی تصانیف وتالیفات اور تراجم کی تعداد ستر سے زیادہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نہ صرف یہ کہ شاعری کا اعلا ذوق رکھتے تھے بلکہ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ آرزو ان کا تخلص تھا، جو شروع میں ان کے نام کا حصّہ بنا مگر بعد میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کے نام سے ہی ان کی تحریریں شائع ہوئیں۔ ڈاکٹر صاحب کی شاعری کا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا تاہم مختلف رسائل میں ان کی منظومات اشاعت پذیر ہوئیں۔ ڈاکٹر صاحب کی اُردو کی چند اہم کتب یہ ہیں:

- ☆ خطوطِ اکبر ۱۹۵۱ء
- ☆ فہرستِ نمائش گاہ مخطوطات ونوادر، کتاب خانۂ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ ۱۹۵۳ء
- ☆ احوالِ غالب ۱۹۵۳ء
- ☆ نقدِ غالب ۱۹۵۶ء
- ☆ تذکرۂ شعرائے فرخ آباد [تدوین] ۱۹۵۶ء
- ☆ سیرِ دہلی [تدوین] ۱۹۶۲ء
- ☆ کربل کتھا [تدوین بہ اشتراک] ۱۹۶۵ء
- ☆ گلشنِ ہند [تدوین] ۱۹۶۷ء

☆ تذکرۂ آزردہ [تدوین] ۱۹۷۰ء

☆ دیوانِ حضور عظیم آبادی [تدوین] ۱۹۷۷ء

☆ عبدالحق ۱۹۸۴ء

☆ حیات ملک العلماء ۱۹۹۳ء

☆ ڈاکٹر صاحب کے خط عبدالماجد دریابادی کے نام [ترتیب وحواشی] ۱۹۹۹ء

(۲)

ڈاکٹر مختار الدین احمد کو مکتوب نگاری اور خط نویسی سے بہت دل چسپی تھی۔ ہندوستان پاکستان کے علاوہ دُنیا کے دوسرے بہت سے ملکوں کے علمائے ادب ولسان کے ساتھ ان کا سلسلۂ مکاتبت قائم رہا۔ وہ صحیح معنوں میں کثیر المراسلت شخص تھے۔ انھوں نے مشاہیرِ ادب کے ہزاروں خط اپنے تعارف اور حواشی کے ساتھ محفوظ کیے۔ مکتوبات کے ساتھ اُن کی دل چسپی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے ۱۹۵۱ء میں جب وہ پی ایچ ڈی کے طالب علم تھے، خطوطِ اکبر کی ترتیب وتہذیب کا کام انجام دیا۔ زندگی بھر دیگر علمی وادبی کاموں کے ساتھ ساتھ انھوں نے مکتوب نگاری کے ساتھ اپنا گہرا تعلق قائم کیے رکھا، ان کے وسیلے سے مشاہیر کے کئی مکاتیب مختلف رسائل میں محفوظ ہوئے۔ سرسیّد احمد خاں، اکبر الہ آبادی اور قاضی عبدالودود کے مکاتیب کی کلیات مرتب کرنے کے لیے انھوں نے کیا کیا جتن کیے، اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں۔ اے کاش ان کے حینِ حیات یہ سارے کلیات شائع ہو جاتے۔ ڈاکٹر آرزو کے نام مشاہیر کے ہزاروں مکاتیب اور ڈاکٹر صاحب کے جوابی مکاتیب بھی علم وادب کا ایک بے بہا سرمایہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے نام مشفق خواجہ صاحب کے مکاتیب پر مختصر حواشی رقم کیے تھے جنھیں ڈاکٹر سید حسن عباس نے مرتب کر کے مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور سے شائع کیا ہے۔ اس طرح کے کئی مجموعے ابھی منتظرِ اشاعت ہیں۔ ان مکاتیب کی اشاعت یقیناً مکتوب نویسی کی تاریخ میں ثروت اور اضافے کا باعث ہوگی۔ ڈاکٹر آرزو کی مکتوب نگاری کے ساتھ گہری وابستگی اور اس گراں بہا سرمائے کی حفاظت کے حوالے سے ''مختار نامہ'' کے مرتبین رقم طراز ہیں:

> ''خط لکھنے اور خط کا جواب دینے میں آپ جس قدر اہتمام کرتے ہیں، اُردو کا شاید ہی کوئی ادیب کرتا ہو۔ ہر آنے والے خط پر 'وصول شد' لکھ کر خط کے وصول ہونے کی تاریخ لکھتے ہیں پھر جب اس کا جواب لکھتے ہیں تو اس کے نیچے 'جواب دادہ شد' لکھ کر جواب دینے کی تاریخ ثبت کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں تاریخیں اکثر ایک ہی دن کی ہوتی ہیں یا ان دونوں تاریخوں میں ایک ہفتہ سے زیادہ کا فصل شاید ہی ہوتا ہو۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اپنی روزانہ لکھی جانے والی ڈائری میں ضروری معلوم ہوا تو اپنے جوابی خط کے اشارے لکھ لیتے ہیں۔ اگر وہ خط کسی پچھلے خط کے تسلسل میں لکھا گیا ہے تو اس کا حوالہ بھی وہاں مذکور ہوتا ہے۔ بات ابھی بھی یہاں ختم نہیں ہوتی، مکتوب نگاروں کے لیے علیحدہ علیحدہ بڑے بڑے لفاف [لفافے] مختص ہیں، جن میں ان کے خطوط محفوظ کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں بھی تاریخی ترتیب رکھی جاتی ہے یعنی سب سے پُرانا خط نیچے پھر اس کے بعد کا خط اس سے اوپر

اسی طرح تازہ ترین خط سب سے اوپر رکھا جاتا ہے۔اس طرح کے تقریباً سیکڑوں لفافے ہیں جو مکتوب نگاروں کے ناموں کی الفبائی ترتیب سے مرتب ہیں۔اس الفبائی ترتیب میں بھی کئی شقیں ہیں، یعنی ہندوستانی مکتوب نگار، پاکستانی مکتوب نگار اور دیگر غیر ملکی مکتوب نگار۔ان جغرافیائی تقسیم کے اندر بھی ایک تقسیم ہے یعنی ہندوستانی زندہ مکتوب نگار، ہندوستانی وفات پا جانے والے مکتوب نگار، پاکستانی زندہ مکتوب نگار اور وہ پاکستانی مکتوب نگار جواب موجود نہیں۔جس مکتوب نگار کے انتقال کی خبر انھیں ملتی ہے، اس کے نام کا لفافہ نکال کر اس کی تاریخ وفات اور موقع ملا تو اس کے مختصر حالات علیحدہ کاغذ پر لکھ کر اس لفاف [لفافے] پر چسپاں کر کے وہ لفاف [لفافہ] مرحومین والے خانے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔'' [پروفیسر مختار الدین ایک تعارف مشمولہ مختار نامہ، ص ۱۷، ۱۸]

(۳)

ڈاکٹر مختار الدین احمد کے زیرِ نظر مکاتیب معروف اقبال شناس ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی سابق صدرِ شعبۂ اُردو اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب کے نام ہیں۔مکاتیب کے مندرجات میں گھلا ہوا اخلاص مکتوب الیہ اور مکتوب نگار کے باہمی ربط وضبط اور ادب واحترام کا آئینہ دار ہے۔ان مکاتیب کا دورانیہ جولائی ۱۹۸۷ء سے مئی ۲۰۰۵ء یعنی اٹھارہ برسوں پر پھیلا ہوا ہے۔ڈاکٹر آرزو اپنی بے پایاں علمی مصروفیات کے باوجود خط کا جواب دینے میں نہایت مستعد اور فعال تھے، بسا اوقات وقت کی قلت کے باعث طویل جواب لکھنے کے بجائے مختصر رسید لکھ دیتے تا کہ مکتوب الیہ متفکر اور پریشان نہ ہو۔ڈاکٹر صاحب خط کے لیے بالعموم اپنے نام کے چھپے ہوئے پیڈ استعمال کرتے تھے تاہم فوری جواب دینے کے لیے وہ عام کاغذ کو بھی استعمال میں لاتے تھے۔ڈاکٹر صاحب کا خط پختہ اور منشیانہ مگر صاف اور خوانا ہے تاہم عام قاری کے لیے ان کے بعض الفاظ کی خواندگی قدرے مشکل ہے۔نستعلیق میں خطِ شکستہ کی آمیزش دائروں اور گھیروں کو نئے اسلوب سے ہم کنار کرتی ہے۔زیرِ نظر مکاتیب میں ڈاکٹر صاحب نے جدید املا کا خیال رکھا ہے تاہم بعض الفاظ عربی املا کے مطابق لکھے ملتے ہیں۔بعض الفاظ کو ملا کر لکھنے کا قدیم رنگ بھی ان کی لکھاوٹ میں دکھائی دیتا ہے۔خط کا آغاز بالعموم ''باسمہ'' سے ہوتا ہے۔تاریخ بالعموم اُردو ہندسوں میں لکھتے تھے تاہم کہیں کہیں ''ہ'' اور ''ے'' کو عربی طریق کے مطابق بھی لکھ دیتے۔زیادہ القاب وآداب سے اجتناب برتنے کی عادت ہے، ان خطوں میں ''محبی'' اور ''مکرمی'' سے مکتوب الیہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔اختتام پر ''والسلام'' اور کہیں کہیں والسلام کے بعد خیر طلب یا مخلص لکھ کر پورا نام لکھا گیا ہے۔

زیرِ نظر مکاتیب ایک معروف عالم اور محقق کے علم وفضل کے آئینہ دار ہیں۔ڈاکٹر آرزو کی زندگی کے آخری بیس برسوں کی مصروفیاتِ علمی، اسفار، تصانیف اور ان کی نجی زندگی کے کئی گوشے ان مکاتیب میں ضوفشاں ہیں۔زندگی کے آخری برسوں میں بھی ان کی علمی لگن اور وفور مثالی ہے۔نئی کتابوں کو دیکھنے اور پڑھنے کا شوق، مضامین کی اشاعت میں دل چسپی اور سرگرمی، علمی رسائل وجرائد کو پابندی سے دیکھنے کا اشتیاق اور علمی مراکز کے احوال سے باخبری کا احساس ہر کسی کا مقسوم نہیں ہوتا۔زیرِ نظر مکاتیب میں ان کے علمی انہماک اور جذب وشوق کا اندازہ چند مثالوں سے کیا جا سکتا ہے۔مثال کے طور پر:

○ ''آج کل آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا لکھ رہے ہیں؟ کبھی کبھی مطلع کرتے رہیے، مضامین چھپیں تو ممکن ہو تو ان کے آف پرنٹس بھجوایئے۔

○ ''ہاں صاحب! ''تحقیق'' یا ''اورینٹل کالج میگزین'' کا کوئی شمارہ چھپا ہو تو ضرور بھجوایئے۔''

○ ''اورینٹل کالج میگزین'' کا سید عبداللہ نمبر شائع ہو گیا ہو تو ایک نسخہ بھجوا دیجیے۔ ''تحقیق'' کا تازہ شمارہ بھی۔''

○ ''خطوطِ اقبال کا کوئی اور مجموعہ تو اُس طرف شائع نہیں ہوا؟''

○ ''مرسلہ مضمون کی اگر کتابت ہو گئی ہے تو اس کی زیروکس بھجوا دیجیے کہ اگر اس میں اغلاط راہ پا گئے ہوں یا مجھے بطور استدراک و تصحیح کسی امر کے بارے میں لکھنا ہو تو میں آپ کو لکھ دوں۔''

○ ''کیا اب نئے انتظام کے تحت ''صحیفہ'' برابر شائع ہو رہا ہے؟ پہلا شمارہ رفاقت علی شاہد صاحب نے بھجوایا تھا، پھر کوئی شمارہ نہیں آیا۔''

○ ''کالج کے اور لاہور کے تازہ ادبی کوائف سے مطلع کیجیے۔ میرے ذوق کی اچھی کتابیں شائع ہوئی ہوں تو مطلع فرمایئے۔''

○ ''آپ نے ''ارمغانِ شیرانی'' کیوں نہیں بھجوائی، جلد توجہ کیجیے۔ ''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی'' کا کام کس منزل میں ہے؟''

○ ''کیا ''صحیفہ'' برابر شائع ہو رہا ہے۔ اس طرف ایک سال سے نہیں آیا۔''

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام ڈاکٹر آرزو کے دست یاب مکاتیب کی تعداد اڑتالیس ہے۔ ڈاکٹر ہاشمی کی احتیاط پسندی اور حفاظت سے چیزوں کو رکھنے کی عادت کے پیشِ نظر امکان ہے کہ ڈاکٹر آرزو کا کوئی خط ضائع نہیں ہوا، البتہ ڈاک کی کوتاہی سے شاید کچھ خطوط ضائع ہوئے ہوں۔ یہ مکاتیب علم و فضل کا گنجینہ اور دانش و بصیرت کا خزینہ ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا احسان مند ہوں کہ انھوں نے ان گراں ارز مکاتیب کی ترتیب و تہذیب اور حواشی و تعلیقات کی ترقیم کے لیے راقم کا انتخاب کیا۔

میں نے حتی الامکان خطوں کے متن کو پوری طرح سے نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان مکاتیب کا متن ہر طرح کی قطع برید یا حذف و ضبط سے پاک ہے۔ البتہ لیٹر پیڈ پر چھپے انگریزی، اُردو اور عربی طغروں اور پتوں کو شاملِ متن نہیں کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب بالعموم تاریخ اُردو ہندسوں میں لکھتے تھے۔ میں نے ہر خط کے آغاز میں تاریخوں کو درج کرنے کا اہتمام کیا ہے، ہندسے اُردو کے ہی بحال رکھے ہیں تاہم مہینے کے نمبر کی جگہ مہینے کا نام لکھ دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جہاں کہیں لفظوں کو ملا کر لکھا تھا، انھیں الگ کر دیا گیا ہے۔ ان سے کہیں سہواً کوئی لفظ چھوٹ گیا ہے یا بہ تکرار لکھا گیا ہے یا جملے میں قواعد کی کوئی غلطی ہوئی ہے تو اسے قوسینِ کبیر میں درست صورت میں لکھ کر نشان دہی کرنے کی کوشش کی ہے۔ مکاتیب کے متن میں قوسینِ صغیر میں لکھی گئی عبارتیں یا الفاظ ڈاکٹر صاحب کے ہیں۔

راقم نے مکاتیب کی بہتر تفہیم اور وضاحت کے لیے مختصر حواشی و تعلیقات کا اہتمام کیا ہے۔ ان حواشی و تعلیقات اور تعارفی سطور کے لیے جن کتب و رسائل سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کی فہرست مضمون کے آخر میں موجود ہے۔

مکتوب:۱

باسمہ

۱۱۔جون ۱۹۸۷ء

محبی! سلامِ مسنون۔

مکرمت نامہ مورخہ ۱۷رمئی مجھے ۷رجون کو ملا۔ یادفرمائی کے لیے ممنون ہوا۔

میں نے گذشتہ مئی کو اورینٹل کالج[۱] میں بھی آپ کو تلاش کیا اور طفیل صاحب[۲] کے گھر پر بھی آپ کا انتظار کیا۔ معلوم ہوا، آپ تشریف لانے والے ہیں۔ ''ناموران علی گڑھ ج ۲''[۳] کا ایک نسخہ حاضرِ خدمت کروں گا۔ کسی اور کتاب کی ضرورت ہو تو بلاتکلف لکھ بھیجیے۔ خطوط گھر کے پتے پر روانہ فرمایئے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اپنی تالیفات وتصنیفات کی مکمل فہرست آپ روانہ فرمادیں۔ مجلسِ ترقیِ ادب[۴] سے ''دیوانِ مصحفی'' کی جلد ششم[۵] تو ابھی شائع نہیں ہوئی ہوگی۔

اکبرالہٰ آبادی کا مجموعۂ مکاتیب مرتب کررہا ہوں؛ اس میں سارے مطبوعہ وغیر مطبوعہ خطوط ہوں گے۔ آپ کے محفوظات میں کچھ ہوں تو عنایت فرمایئے یا ان کی نشان دہی فرمائیں۔[۶] قاضی عبدالودود صاحب[۷] سے تو آپ کی ضرور خط کتابت ہوگی۔ ان کے خطوط آپ زیروکس کراکے بھیج دیں اور دوسرے احباب سے ان کی نقول حاصل کیجیے، ممنون ہوں گا۔ امید ہے آپ بہ خیر ہوں۔

والسلام

مختارالدین احمد

[پس نوشت]: یہ خط بسترِ علالت سے آپ کو لکھ رہا ہوں خدا کرے آپ آسانی سے پڑھ لیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

۲۸رڈی منصورہ، لاہور۔۱۸

مکتوب:۲

باسمہ

۱۶ردسمبر ۱۹۸۷ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مورخہ ۲۶رنومبر موصول ہوا۔ یادفرمائی کے لیے ممنون ہوا۔

علی گڑھ کے شعبۂ اردو میں اقبال پر کام بہت کم ہوا ہے۔ میرے علم میں صرف ایک مقالہ ہے جو اقبال کے تصورِ فن پر قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی (ریڈر شعبۂ اردو، جامعۂ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر، دہلی[۸]) نے ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی[۹] کی نگرانی میں لکھا تھا۔ اس پر انھیں یہاں سے ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی تھی۔ غالباً یہ مقالہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے۔ تفصیلات آپ ہاشمی صاحب سے دریافت کرسکتے ہیں۔ ان کا پتا اوپر درج کررہا ہوں۔ میں بھی انھیں لکھ رہا ہوں۔ میں نے قاضی عبدالستار صدر شعبۂ اردو[۱۰] اور ڈاکٹر نور الحسن نقوی[۱۱] کو آپ کا خط دکھادیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ اگر کسی اور نے اقبال پر مقالۂ تحقیقی لکھا ہے تو وہ آپ کو یا مجھے اطلاع دیں۔

آج کل آپ کیا کررہے ہیں؟ کیا لکھ رہے ہیں؟ کبھی کبھی مطلع کرتے رہیے، مضامین چھپیں تو ممکن ہو تو ان کے

آف پرنٹس بھجوایئے۔ہاں صاحب! تحقیق[۱۲] اور ینٹل کالج میگزین[۱۳] کا کوئی شمارہ چھپا ہو تو ضرور بھجوایئے۔امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔والسلام

مخلص

مختارالدین احمد

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

۲۸/رڈی منصورہ، لاہور۔۱۸

مکتوب:۳

باسمہ

علی گڑھ

۳/اگست ۱۹۸۸ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

ابھی خط ملا۔یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔"ناموران علی گڑھ" کی تیسری جلد ابھی شائع نہیں ہوئی۔اب اس کا تعلق ڈاکٹر نورالحسن سے نہیں رہا۔غالباً شہریار صاحب[۱۴] اب "فکر و نظر"[۱۵] کے نگران ہیں اور سنا ہے، وہ ایک عام نمبر پہلے شائع کریں گے اس رسالے کا۔

خطوطِ اکبر کے ساتھ بجنوری، رشید احمد صدیقی، قاضی عبدالودود کے خطوط بھی مرتب کر رہا ہوں۔آپ کے پاس ان تینوں حضرات کے خطوط ہوں یا کہیں سے حاصل کر سکیں تو بھیج کر ممنون فرمایئے۔اپنے دوستوں سے بھی اس کا ذکر کر دیجیے۔

غالباً اس زمانے میں آپ کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ورنہ ضرور آپ بھیجتے۔کارِ لائقہ سے یاد فرماتے رہیے اور دعاؤں میں یاد رکھیے۔امید ہے آپ بہ خیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

[پس نوشت]: اورینٹل کالج میگزین کا سید عبداللہ نمبر شائع ہو گیا ہو تو ایک نسخہ بھجوا دیجیے۔"تحقیق" کا تازہ شمارہ بھی۔

مکتوب:۴

۳/نومبر ۱۹۸۸ء

ہاشمی صاحب مکرم!

ناموران ج ۳،[۱۶] بھیج رہا ہوں۔ابھی یہ نسخہ شائع نہیں ہوا ہے۔چند نسخے ہم مضمون نگاروں کے پاس آئے ہیں۔ اپنا نسخہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں کہ ایک صاحب ابھی شام کو کراچی جا رہے ہیں۔میرا مضمون ج ۱، ۲ میں آپ نے دیکھا ہوگا۔اگلی اشاعت میں بھی ایک مضمون شائع ہوگا۔رسید سے مطلع فرمایئے گا۔

"اورینٹل کالج میگزین" سید عبداللہ نمبر اور دوسرے شمارے بھجوایئے گا۔"تحقیق" کا شمارہ بھی۔والسلام

مختارالدین احمد

مکتوب:۵

باسمہٖ

علی گڑھ

۱۵رمئی ۱۹۹۰ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

''ناموران علی گڑھ ج ۴'' ابھی مطبع میں ہے، چھپتے ہی آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔

''خطوطِ اقبال بنام عطیہ فیضی'' مترجمہ منظر عباس نقوی کا کوئی نسخہ اب یہاں نہیں ملتا۔ میں نے یونی ورسٹی پبلی کیشنز میں بھی دیکھا اور دو تین دن ہوئے ڈاکٹر نورالحسن نقوی کے ذریعہ [ذریعے] منظر عباس صاحب سے بھی دریافت کیا، افسوس ہے کہ کوئی نسخہ یہاں سے نہیں مل سکتا۔ پٹنہ، لکھنؤ، حیدر آباد، دہلی گیا تو پرانے کتب فروشوں سے دریافت کروں گا۔ خطوط کے دوسرے ترجمے تو آپ کے پاس ہوں گے۔ غالباً مطبوعہ ترجمے کا ایک نسخہ جناب سید معین الرحمٰن صاحب[۱۷] کے پاس ضرور ہوگا۔ آپ اس کی زیروکس کاپی بنوا سکتے ہیں۔

میں ان شاء اللہ حج و زیارت حرمین طیبین زاداللہ شرفہما کے ارادے سے ۳رجون یا ۳۰رجون [میرا خیال ہے کہ ۳۰رمئی یا ۳جون ہوگا، کیوں کہ ۳رجون اور ۳۰رجون میں فصل زیادہ ہے۔] کو علی گڑھ سے نکل رہا ہوں۔ دعا فرمائیے کہ سارے ارکان اچھی طرح ادا ہو جائیں اور یہ کہ خدا ہمارا حج قبول فرمائے۔ آمین، ہاں! آپ احباب کے لیے دعا کروں گا۔

والسلام مع الاکرام

مخلص

مختار الدین احمد

جناب ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب

اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب:۶

باسمہٖ

علی گڑھ

یکم مئی ۱۹۹۱ء

ہاشمی صاحب مکرم! السلام علیکم۔

آپ کے متعدد خطوط ''ناموران علی گڑھ'' کے لیے آئے تھے، شمارہ پریس میں تھا، تاخیر کی وجہ یہ بھی ہوئی کہ متعدد مضمون نگاروں نے بہت انتظار کرایا اور بعضوں نے آخر وقت تک مضمون لکھ کر نہیں دیا۔

اب بھی یہ شمارہ صرف چھپا ہے شائع نہیں ہوا ہے۔ وائس چانسلر صاحب رسمِ اجرا ہفتے عشرے میں ادا کریں گے۔ شہر یار صاحب نے میرے اصرار پر یہ شمارہ بھجوا دیا ہے۔ اس شرط پر کہ یہاں کسی کو ابھی نہ دکھایا جائے۔ میں نے اطمینان دلایا ہے کہ یہ باہر بھیجا جا رہا ہے۔

آج کل آپ کس مہم میں مصروف ہیں لکھیے گا، ''اورینٹل کالج میگزین'' اور ''تحقیق'' کا خیال رکھیے گا۔ عبداللہ قریشی ۱۸اپر

کوئی مجموعہ سنا ہے، ڈاکٹر وحید قریشی صاحب[۱۹] نے شائع کیا ہے۔

آپ ڈاکٹر صاحب کو پیش کیے جانے والے مجموعہ مضامین لاہور سے شائع کرنے والے تھے۔[۲۰] مشفق خواجہ صاحب[۲۱] نے لکھا تھا کہ اس کا انصرام واہتمام اب انھوں نے آپ کے ذمے کر دیا ہے۔ یہ طباعت کی کس منزل پر ہے؟ آفسٹ سے چھپے گا یا ٹائپ سے؟ ایک مضمون کا میں نے وعدہ کر رکھا ہے لیکن ابھی تک بھیج نہ سکا۔ اس میں ایک مخطوطے کے چار پانچ صفحے کے عکس بھی شامل ہوں گے۔ مضمون کے ساتھ، کیا اس کی طباعت کا انتظام آپ کر لیں گے؟[۲۲] امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار صاحب[۲۳] کا پتا کیا ہے؟ وہ ترکیہ میں کب تک ہیں؟ والسلام

مختارالدین احمد

مکتوب: ۷

باسمہ

۲۲ / جولائی ۱۹۹۱ء

محبی ڈاکٹر سیّد[۲۴] رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

کئی ماہ ہوئے ''ناموران علی گڑھ'' جلد سوم کے دوسرے حصے کے دو نسخے بہ صیغۂ رجسٹری پروفیسر سیّد معین الرحمٰن صاحب کو بھیجے گئے۔ میں نے انھیں لکھ دیا کہ ایک نسخہ ان کے لیے ہے دوسرا آپ کے لیے۔ آپ کے نام ایک خط بھی ساتھ ہی بھیجا تھا، حیرت اور تردّد ہے کہ نہ معین الرحمٰن صاحب کا کوئی خط آیا نہ آپ نے کوئی رسید بھیجی۔ اگر وہ نسخہ اب بھی نہ ملا ہو تو براہِ کرم ان سے رجوع کیجیے۔

''اورینٹل کالج میگزین'' اور ''تحقیق'' کے اس دو سال کے عرصے میں تین چار شمارے شائع ہوئے ہوں گے، بہ راہِ کرم انھیں حاصل کر کے پروفیسر محمد اسلم[۲۵] شعبۂ تاریخ پنجاب یونی ورسٹی کو دے دیں تو وہ ڈاک سے مجھے بھیج دیں گے۔

اپنے علمی کوائف سے مطلع کرتے رہیے، اقبال کے سلسلے میں کوئی کتاب آپ کی چھپی ہو تو بھیج دیجیے یا کم از کم اطلاع دیجیے کہ میں کسی ذریعہ [ذریعے] سے منگوا لوں۔ مشفق خواجہ صاحب نے لکھا تھا کہ ارمغانِ وحید قریشی اب آپ کی نگرانی میں لاہور سے شائع ہو رہا ہے، اس کے لیے میں نے ایک مضمون لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ گزشتہ خط میں آپ سے اس کتاب کی اشاعت کی پیش رفت دریافت کی تھی، آپ کا جواب نہ آیا اس لیے مضمون بھی مکمل نہ کر سکا۔ براہِ کرم اطلاع دیجیے کہ اس کی ترتیب واشاعت کس منزل پر ہے؟

آپ کے دوست[۲۶] مولانا ے دریابادی پر مقالہ لکھ رہے تھے۔ سُنا ہے، مکمل ہو گیا اور اس پر انھیں ڈاکٹریٹ بھی تفویض ہو گئی۔ کتاب اشاعت کی کس منزل پر ہے؟[۲۷] امید ہے آپ بہ خیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختارالدین احمد

ڈاکٹر سیّد رفیع الدین ہاشمی
شعبۂ اردو، اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب:۸

باسمہ

۳۰ر ستمبر ۱۹۹۱ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مؤرخہ ۷ر جولائی ۱۹۹۱ء مل گیا تھا اور عتیق احمد صدیقی صاحب نے آپ کی کتاب بھی بھیج دی تھی۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ کتاب ایک صاحب پڑھنے کے لیے لے گئے ہیں۔ آپ نے حسبِ معمول اس پر محنت کی ہے اور اپنی تلاش و جستجو سے اسے بہت مفید بنا دیا ہے۔ اہلِ ذوق اس سے استفادہ کریں گے اور آپ کی محنت کی داد دیں گے۔[۲۸]

اس خط سے معلوم ہوا کہ مشاہیر علی گڑھ جلد سوم حصۂ دوم آپ کو مل گئی، اس سے پہلے آپ نے اگر کوئی خط اس کی رسید میں لکھا تھا تو مجھے نہیں ملا۔ ظاہرا آپ نے کسی شخص کے ہاتھ بھیجا جو مجھے بھیجنا بھول گیا۔ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ ڈاکٹر وحید قریشی پر جو کتاب خواجہ اور آپ مرتب کر رہے تھے وہ کس منزل پر ہے؟ اس کے لیے ایک مضمون لکھنے کا میں نے وعدہ کیا ہے لیکن آپ لوگوں کی طرف سے پھر کوئی خط نہ آیا اس لیے مضمون نہیں بھیجا۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' یا ''تحقیق'' کا کوئی شمارہ گزشتہ ایک سال میں چھپا ہو تو پروفیسر محمد اسلم صاحب کے حوالہ [حوالے] کر دیں، وہ بھیج دیں گے۔

گرامی [۲۹] کے نام ایک خط میں اقبال نے اس فارسی رباعی کی تعریف کی ہے جو انھوں نے مولانا فاخر کی مدح میں لکھی تھی۔[۳۰] اِن کے بارے میں اطلاع دیجیے۔ عبداللہ قریشی صاحب نے بھی ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ شاید آپ کو کچھ معلوم ہو۔

خطوطِ اقبال کا کوئی اور مجموعہ تو اُس طرف شائع نہیں ہوا؟ امید ہے آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

مکتوب:۹

باسمہ

علی گڑھ

۱۳ر نومبر ۱۹۹۳ء

محبّی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

دو دوستوں نے رسالہ ''تحقیق'' میں شائع شدہ مضامین کے آف پرنٹس بھیجے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوا کہ تحقیق کا نیا شمارہ شائع ہوا ہے۔ اس سے پہلے کا شمارہ بھی میں نے نہیں دیکھا۔ آپ تو ازراہِ محبت ''تحقیق'' اور ''اورینٹل کالج میگزین'' بھجوا دیا کرتے ہیں، توجہ فرمائیے۔

اپنے علمی کوائف سے اطلاع دیتے رہیے۔ یقین ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گے اور اپنے علمی کاموں میں مصروف۔ خواجہ محمد زکریا صاحب [۳۱] کو خط لکھیں تو میرا سلام لکھ دیں۔ اب صدر شعبہ کون ہیں؟[۳۲]

تحسین فراقی صاحب [۳۳] کو بھی سلام کہیے۔ ان کا مقالۂ علمیہ چھپنے والا تھا، اب کس منزل پر ہے؟[۳۴]

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

مکتوب:۱۰

باسمہ

[۲۸رفروری۱۹۹۳ء]

علی گڑھ

مکرمی سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب!السلام علیکم۔

رقعہ(۷رفروری) مل گیا تھا،'' اورینٹل کالج میگزین'' کا تازہ شمارہ بھی موصول ہوا۔ڈاکٹر ذو الفقار علی ملک صاحب۳۵ کورسید بھیج دی تھی۔لیکن شاید یہ ان سے پوچھنا بھول گیا کہ مرحوم رانا احسان الٰہی ۳۶ پر نوٹ اوران کے کچھ خطوط پر حواشی لکھ کر مضمون کی شکل میں بھیجنا چاہتا ہوں؛ کیا میگزین یا تحقیق کے لیے موزوں ہوگا؟ وہ اورینٹل کالج سے متعلق تھے،اس لیے ان کی وفات پر مضمون یا وفیات کے تحت ایک نوٹ چھپنا چاہیے تھا،اگر چھپا ہوتو وہ شمارہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ بہر حال ملک صاحب سے بات کر کے اطلاع دیجیے،اس کا امکان ہے کہ مرحوم کے تعلقات شعبے کے لوگوں سے زیادہ استوار نہ ہوں لیکن بھائی! وفات کے بعد تو سارے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں۔اگر اخبارات میں ان کے بارے میں کچھ چھپا ہوتو بھیجے گا۔میں نے پروفیسر محمد اسلم صاحب کو بھی لکھا تھا۔ظہیر الدین احمد صاحب ۳۷ کا خط حیدر آباد بھیج دیا گیا تھا۔

مطالعۂ اقبال کے نصاب کے لیے ڈاکٹر نور الحسن نقوی کو لکھا تھا، پھر ایک دن شعبہ جا کر صدرِ شعبہ منظر عباس نقوی صاحب سے ملا تھا۔اب وہاں سے نصاب کی کاپی آئی ہے،جس سے معلوم ہوا کہ اس موضوع کی طرف کتنی توجہ کی گئی ہے۔ بہ ہر حال بھیج رہا ہوں۔

''ناموران علی گڑھ'' کی کسی مزید جلد کی اشاعت کا فی الحال پروگرام نہیں۔توقع تھی کہ پروفیسر نور الحسن صدرِ شعبہ ہوئے تو وہ اپنے شوق کی تکمیل میں دو جلدیں اور شائع کریں گے لیکن اب معلوم ہوا کہ جب ان کی باری صدرِ شعبہ ہونے کی آئے گی،اس وقت وہ متقاعد ہو چکے ہوں گے۔

ایجوکیشنل بک ہاؤس ۳۸ والے اپنی کتابیں چھاپنے اور ہندوستانی کتابوں کی فروخت میں مصروف ہیں اور ہر طرح مگن،انھیں فی الحال اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہوگی کہ وہ آپ کے یہاں سے کتابیں منگوائیں اور یہاں کی بھیجیں۔ یہ میرا قیاس ہے،ویسے آپ انھیں خط لکھ کر پوچھیے ۔خط آپ مجھے،اسلوب صاحب ۳۹ کو یا کسی کو بھی بھیج دیں گے تو وہاں پہنچا دیا جائے گا۔

کبھی کبھی خط لکھا کیجیے اور اپنے یہاں کے ادبی و علمی کوائف سے مطلع کیا کیجیے۔

والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۱۱

باسمہ

علی گڑھ

۸راپریل۱۹۹۳ء

ہاشمی صاحب مکرم!السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مؤرخہ ۷رفروری ۱۳رکو ملا۔اس کا جواب ۲۸رکو دے دیا گیا اور یہاں کے نصاب میں مطالعۂ اقبال کی

کیفیت لکھ دی گئی۔ ''ناموران علی گڑھ'' کی پھر کوئی جلد شائع نہیں ہوئی۔ ایجوکیشنل بک ڈپو کی فہرست شائع نہیں ہوئی ہے۔ وہ لوگ کتابیں باہر بھیجنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ یہیں اپنی کتابیں فروخت کر لیتے ہیں اور مگن رہتے ہیں۔ آپ کا دوسرا خط ۱۳؍ مارچ کا لکھا ہوا، ۱۹؍ کو موصول ہوا۔ اس میں آپ نے لکھا ہے کہ ایک خط چند دن پہلے روانہ کر چکا ہوں۔ یہ خط مجھے نہیں ملا۔ ہاں آپ کی مراد ۷؍ فروری کے خط سے ہو تو اس کا جواب بھیج چکا ہوں۔

''توبۃ النصوح'' کے ۱۸۷۴ء، ۱۸۷۹ء، ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۷ء کے اڈیشن یہاں نہیں ہیں، یہاں جو موجود ہیں ان کی تفصیل محض اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ مقدمے میں ممکن ہے، ان معلومات کی ضرورت ہو:

(۱) مطبع مجتبائی دہلی، ۱۸۹۳ء، ص ۱۴۴۔
(۲) مطبع نول کشور، ۱۹۰۴ء، ص ۲۳۶۔
(۳) مطبع نول کشور لکھنؤ، ۱۹۴۱ء بار ہشت دہم، ص ۳۲۶۔
(۴) مطبع تیج کمار لکھنؤ (بیسویں بار)، ۱۹۶۷ء، ص ۳۲۶۔
(۵) مصححہ و مرتبہ مالک رام صاحب، مکتبۂ جامعہ دہلی، ۱۹۷۲ء، ص ۲۵۳ بہ سلسلہ معیاری ادب ۲۴۔
(۶) اُتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ، ۱۹۸۲ء، ص ۲۲۶۔
(۷) کتب خانۂ نذیریہ، دہلی سال کا پتا نہ چل سکا، ص ۲۳۶ (ممکن ہے یہ کچھ قدیم اڈیشن ہو۔)[۴۰]

آپ کا خط پوسٹ کر دیا گیا تھا، بنام ظہیر الدین احمد مدیر رسالہ ''اقبال'' حیدر آباد۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' کا تازہ شمارہ اسی زمانے میں مل گیا تھا، ''تحقیق'' کا بھی خیال رکھیے۔

اقبال کے ایک خط میں Indian letters کا نام ملتا ہے۔ یہ کوئی کتاب ہے یا رسالہ اس کا پتا نہ چل سکا۔ اقبال نے خواجہ غلام السیدین[۴۱] کو یہ کتاب بھیجی تھی اور مطالعہ کے بعد واپسی کے لیے لکھا تھا۔ لاہور میں ان کا ذخیرۂ کتب شاید دو مقامات پر محفوظ ہے۔ فرصت نکال کر دیکھیے، وہاں اسے موجود ہونا چاہیے۔ دونوں اداروں کی فہرستِ کتبِ اقبال چھپ چکی ہے، آپ کے پاس ضرور ہوگی پہلے اسی میں دیکھیے۔ یہ فہرستیں اگر اب بھی مل سکتی ہوں تو میرے لیے حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔ پنجاب یونیورسٹی نے غالب کی صد سالہ برسی کے موقع پر غالب کی جو تصانیف شائع کی تھیں ان میں ''خطوطِ غالب'' مرتبہ غلام رسول مہر[۴۲] بھی تھی، مجھے اس کی ضرورت ہے۔ یونیورسٹی میں تو شاید اب کوئی نسخہ بہ غرضِ فروخت موجود نہیں (ویسے کسی مستعد طالب علم کو بھیج کر دریافت کرانے میں کوئی حرج نہیں۔) اس کا امکان ہے کہ لاہور کے کسی کتاب فروش کے یہاں اب بھی مل جائے۔

اورینٹل کالج کے ایک اسکالر ''کلیاتِ سوز'' پر کام کر رہے تھے، ان کا کام مکمل ہوا یا نہیں؟ بہت دنوں سے ان کا کوئی خط نہیں آیا ہے۔[۴۳]

ملک حسن اختر[۴۴] کی وفات کی اطلاع سے بہت افسوس ہوا، خدا مغفرت فرمائے ان کی آخری کتاب کی اشاعت کی اطلاع ملی ہے لیکن دیکھنے کا موقع اب تک نہیں مل سکا۔ اب اس کا نام بھول گیا ہوں۔ آسانی سے ممکن ہو تو آپ بھجوا دیں ورنہ کتاب کا نام اور ناشر کا نام لکھیے، کسی کو لکھ کر منگوا لوں گا۔ یہ کتاب رجالِ اقبال سے متعلق ہے۔[۴۵]

مولانا عبدالماجد دریابادی پر ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب، اورینٹل کالج لاہور کی کتاب چھپنے والی تھی، کیا شائع ہوگئی؟
۴۶ امید ہے آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

ڈاکٹر سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب
اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب: ۱۲

باسمہٖ

علی گڑھ
۳رنومبر ۱۹۹۵ء

محترمی ڈاکٹر سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مؤرخہ ۱۹رستمبر یہاں بہت تاخیر سے ۳۱راکتوبر کو ملا۔ اورینٹل کالج کی تاسیس [۴۷] کی تقریبات کے انعقاد کی خبر سے مسرت ہوئی۔ میں ضرور حاضر ہونے کی کوشش کروں گا اور ان شاء اللہ ایک مقالہ بھی پڑھوں گا۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب ویزا دلوانے کا انتظام آپ اصحاب کریں۔ آپ اسلام آباد سے ویزا بھی بھجوا سکتے ہیں اور وائس چانسلر صاحب کا خط ہندوستان میں سفیرِ پاکستان کے نام بھی۔ ورنہ یہاں سے ویزا ملنا مشکل ہے۔ یہ اس لیے لکھ رہا کہ آپ صورتِ حال سے آگاہ رہیں اور اسی کے مطابق کام کریں۔

میں عربی اور اسلامیات کے کسی موضوع پر مضمون بھی لکھ سکتا ہوں اور علامہ عبدالعزیز میمن ۴۸ پر ایک مقالہ بھی، جن کا تعلق اورینٹل کالج سے رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد احسان الٰہی رانا مرحوم پر بھی لکھ سکتا ہوں۔ جن سے میرے تعلقات بھی رہے تھے۔ آپ اب جس موضوع کو پسند کریں، تجویز فرمائیں، لیکن رانا مرحوم بہت حال کے آدمی ہیں، میمن صاحب پر لکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔

ویزا کے ساتھ ہوائی ٹکٹ آپ لاہور سے بھجوائیں گے یا اس کی کیا شکل ہوگی؟ تحریر فرمائیے۔ ہندوستان سے کوئی اور بھی مدعو ہو تو اطلاع دیجیے گا۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' کا شمارہ مدتوں سے نہیں ملا ہے آپ یہ اور رسالہ تحقیق بھجوا دیا کرتے تھے اگر شائع ہوئے ہوں یہ رسائل تو ضرور بھجوائیے۔ عامر صاحب ۴۹ اور اورینٹل کالج کے دوسرے احباب کو سلام کہیے، امید [ہے] آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

مکتوب: ۱۳

باسمہٖ

۱۷رجولائی ۱۹۹۶ء

ہاشمی صاحب مکرم! السلام علیکم۔

کئی ماہ ہوئے اورینٹل کالج کے جشن میں شرکت کا دعوت نامہ آپ نے بھیجا تھا۔ میں نے اس شرط پر شرکت قبول کی تھی کہ ویزے کا انتظام حکومت ریونی ورسٹی کرے، پھر آپ کا خط نہ آیا۔ غالباً جشن ملتوی ہوگیا ورنہ اخباروں میں اس کے انعقاد کی خبر ضرور شائع ہوتی۔ ۵۰

آپ اقبال کے ماہروں میں ہیں ضرار احمد کاظمی سے متعلق کچھ معلومات ہوں تو لکھیے گا۔ اقبال نے اپنی وفات سے تین دن پہلے ۱۸۔ اپریل ۱۹۳۸ء کو ایک طویل خط انھیں لکھا تھا جو غالباً ''اقبال نامہ'' مرتبہ شیخ عطاء اللہ مرحوم میں چھپا ہے۔ اس میں ایک اور مختصر خط اس میں [کذا] شامل ہے۔ طویل خط غالباً م۔ ش (محمد شفیع) کے قلم سے ہوگا۔ ضرار کاظمی کے بارے میں ان کے ایک عزیز سے جو بریلی میں مقیم ہیں کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں۔ اگر کچھ آپ لکھ کر بھیج دیں تو ڈاکٹر سیّد مظفر حسین برنی صاحب ۵۱ ''کلیاتِ مکاتیبِ اقبال'' کی تیسری جلد میں ان پر ایک نوٹ شائع کر دیں گے۔ خطوط اور حواشی چھپ گئے ہیں۔ آج کل اشخاص و کتب کی فہرستیں مرتب ہو رہی ہیں، ضمیمے میں ضرار کاظمی پر ایک نوٹ دینے کا خیال ہے۔ کیا اقبال نامے والے خط میں اقبال نے انھیں ''مصورِ اسلام'' اور ''مصورِ اقبال'' لکھا ہے۔ یہاں اقبال نامہ موجود نہیں اس لیے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ اس کا پہلا ایڈیشن چھپتے ہی پروفیسر حمید احمد خاں مرحوم ۵۲ نے بطور ارمغان بھیج دیا تھا۔ اس میں وہ اوراق بھی تھے جو بعد کو نکال دیے گئے۔ میں ۱۹۵۳ء میں یورپ جانے لگا تو اور کتابوں کے ساتھ یہ کتاب بھی آزاد لائبریری ۵۳ کو دے دی، اب یہ جنسِ گراں مایہ نہ میرے پاس ہے نہ لائبریری میں محفوظ ہے۔ کسی صاحب نے ایشو کرائی اور قبول فرمالی۔

معلوم ہوا ہے کہ آپ کا کوئی مضمون اقبال کے خطبات پر ''کتاب نما'' (دہلی) ۵۴ یا کسی رسالے میں شائع ہوا ہے۔ ''کتاب نما'' کا وہ شمارہ یہاں اور دہلی بلکہ جامعہ نگر میں بھی تلاش کرایا گیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ براہِ کرم مطلع فرمائیے کہ یہ مضمون کب اور کہاں شائع ہوا ہے؟ اگر آسانی سے ممکن ہو تو اس مضمون کی زیروکس کاپی بنوا کر بھیج دیں، ورنہ صحیح حوالہ لکھ دیں۔ ۵۵

برسوں سے ''تحقیق'' (لاہور) اور ''اورینٹل کالج میگزین'' کا کوئی شمارہ آپ نے نہیں بھجوایا۔ امید [ہے] آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

[پس نوشت]: ڈورس ۵۶ کی تاریخ وفات کیا ہے؟ پروفیسر محمد اسلم سے پوچھا تھا، جواب نہ آیا، شاید انھیں میرا خط نہیں ملا۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوگئی تھیں تو انھیں عیسائیوں کے قبرستان میں کیوں دفن کیا گیا؟ میں نے شفیقِ مکرم شیخ منظور الٰہی صاحب ۵۷ کو زحمت دی تھی کہ مرحومہ کے بارے میں منیرہ ۵۸ سے مفصل انٹرویو لے کر مجھے بھیج دیں۔ انھوں نے پورا انٹرویو قلم بند کر کے مجھے بھیج دیا ہے۔ اس میں یہ فقرات ملتے ہیں:

''ابا جی نے کہا کلمہ پڑھو، تو اس نے پڑھ دیا۔ بچوں نے تالیاں بجائیں کہ آنٹی مسلمان ہوگئی ہے۔ آنٹی وسیع المشرب تھی۔ اس نے کبھی عیسائیت کی تعریف نہیں کی۔''

آگے چل کر یہ عبارت ملتی ہے:

''پاکستان آ کر ڈیڑھ دو سال زندہ رہی۔ وہ بہت بیمار تھی۔ دن کے لیے علیحدہ نرس تھی اور رات کے لیے علیحدہ۔ نرس کی مدد کے لیے ایک ملازمہ تھی۔ بیماری کے دوران میں نے پوچھا تھا، تم کہاں دفن ہونا چاہتی ہو؟ کہنے لگی: تمھارے ساتھ رہ کر میں مسلمان ہوگئی ہوں۔ عیسائیوں کے قبرستان میں تنہائی محسوس کروں گی۔۔۔۔ مگر آخری بار پوچھا تو خاموش رہی۔''

پروفیسر سیّد رفیع الدین ہاشمی
صدر شعبۂ اُردو، اورینٹل کالج، لاہور۔

مکتوب:۱۴

باسمہٖ

علی گڑھ

۹رجنوری ۱۹۹۷ء

مکرمی! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مؤرخہ ۱۹ردسمبر، ۴جنوری کو موصول ہوا۔ یادفرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ میں نے آپ کے ناشر اسد یار خاں سے گفتگو کی۔ ''اقبال بحیثیت شاعر''۵۹؎ انھی نے دوبارہ شائع کی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کتاب مصنف کی اطلاع کے بغیر چھاپ دیتے ہیں۔ آپ ڈاکٹر صاحب کو لکھتے تو وہ ترمیم واضافے کے بعد اپنا نسخہ آپ کو بھیج دیتے، جس کی اشاعت مفید تر ہوتی۔ انھوں نے تسلیم کیا اور کہا آئندہ وہ آپ کو اطلاع دے دیں گے اشاعت سے پہلے۔ میں نے یہ بھی کہا بندۂ خدا، مصنف کو آپ اس لائق بھی نہیں سمجھتے کہ اسے نئے ایڈیشن کے کچھ نسخے بھیج دیں، انھیں آپ سے نہیں دوسروں سے اپنی کتاب کی اشاعت کی اطلاع ملی، یہ بہت افسوس ناک ہے۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ جلد ہی کتاب کے چند نسخے بھیج دیں گے۔

اورینٹل کالج کے بین الاقوامی سیمی نار میں اگر آپ نے پہلے سے اطلاع دی اور ویزا بہ آسانی مل گیا تو شریک ہونے کی ضرور کوشش کروں گا۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' اور ''تحقیق'' کا ایک ایک شمارہ ملا تھا۔ میگزین کے خاص نمبر کا دوسرا حصہ نہیں ملا ہے۔ یہ دونوں رسالے یہاں گردش میں ہیں۔ ''ارمغانِ وحید'' میں میرے مضمون کی کتابت وتصحیح مکمل ہو جائے تو اس کی زیروکس کاپی براہِ کرم فوراً بھیج دیں کہ ایک نظر ڈال کر، اگر ان میں اغلاط رہ گئے ہیں یا اضافہ کرنا ہے تو چند اہم باتوں کا اندراج کسی صفحے کے آخر میں ہو جائے، چند سطروں میں۔۶۰؎ مولانائے مودودی کے خطوط اگر کہیں ملے تو ان کی نقل بھیجنے کی ضرور کوشش کروں گا۔۶۱؎ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ یاد آیا ہے کہ آپ کو جواب لکھ چکا ہوں لیکن اس کا یقین نہیں اس لیے احتیاطاً یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخلص

مختارالدین احمد

[پس نوشت]: اقبال پر آپ کے ایک مطبوعہ مضمون کی ڈاکٹر سیّد مظفر حسین برنی صاحب کو ضرورت تھی۔ ''کتاب نما'' کے بیسیوں شمارے میں نے اور انھوں نے دیکھ ڈالے، وہ مضمون نہیں ملا۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ وہ مضمون کسی مجموعے میں چھپ رہا ہے۔ مجموعہ نہ سہی مطبوعہ مضمون کی اس کتاب سے ہی عکسی نقل بنوا کر مجھے بھیج دیجیے۔ ''کلیاتِ مکاتیبِ اقبال'' کی چوتھی جلد بہت جلد شائع ہونے والی ہے۔ اب بھی آپ کرم فرمائیں تو ضروری اندراج ہو سکتا ہے۔ آپ کے اس خط میں اس معاملے کا کوئی ذکر نہیں۔ بہ راہِ کرم توجہ فرمایئے اور جس حد تک ممکن ہو ہم طالب علموں اور ہندوستان کے اساتذہ ومحققین کی مدد کیا کیجیے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب
شعبۂ اُردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب: ۱۵

باسمہ

علی گڑھ

۱۶رفروری [۱۹۹۷ء]۶۲

مکرمی رفیع الدین ہاشمی صاحب!

ابھی اسلوب صاحب آئے اور آپ کا رقعہ مورخہ ۸رفروری دے گئے۔کوئی تین ماہ کے بعد پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ ''ناموران علی گڑھ'' ج ۳ آپ کو مل گئی۔ کبھی نہ اس کی رسید آئی نہ آپ کا کوئی خط۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' اور رسالہ ''تحقیق'' تو بعد کی بات ہے۔ آپ سے کالج کے دفتر والوں نے کہہ دیا ہوگا کہ ان دونوں رسالوں کے شمارے بھیج دیے گئے ہیں اور آپ نیک اور سچے آدمی ہیں، سبھوں کو ایسا ہی سمجھ کر مطمئن ہو گئے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان معصوموں نے بھیج دیے ہوں لیکن مجھ تک نہ پہنچے۔ اگر ایسا ہے تو انھوں نے معمولی ڈاک سے بھیجا ہوگا، رجسٹری سے نہیں۔ پاکستان کا کوئی رجسٹرڈ پیکٹ آج تک ضائع نہیں ہوا۔ مشفق خواجہ صاحب نے بلا مبالغہ کہتا ہوں، پچاسوں پارسل کتابوں کے رجسٹرڈ بھیجے آج تک ایک ضائع نہیں ہوا۔ ان کے بھیجے ہوئے دو پیکٹ ضخیم آج بھی موصول ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر اسلم اور محمد طفیل مرحوم نے بیسیوں پارسل بھیجے اور بہ حفاظت تمام یہاں پہنچے۔ اسلم صاحب نے تو ان سائیکلو پیڈیا آف اسلام کی چار چار جلدیں ایک ساتھ بھیجیں اور مجھے مل گئیں۔

''مجلۂ تحقیق'' اور ''اورینٹل کالج میگزین'' کے پچھلے دو سال پہلے تک کے شمارے مجھے مل گئے ہیں؛ حال کے دو سال کے آپ بھجوا دیجیے۔ سید عبداللہ نمبر خاص طور پر۔ آپ یہ شمارے ان دو ترک طالب علموں کو دے سکتے تھے، جو اسلامیہ یونیورسٹی کے طالب علم ہیں اور آپ سے مل کر اور آپ ہی کے حوالے سے میرے پاس ملنے آئے تھے۔ بڑے اچھے اور نیک بچے تھے اور اسلامی جذبے سے سرشار۔ یہاں سے لکھنؤ گئے۔ علی میاں اور دوسرے اصحاب سے ملنے۔ پھر آنے کا وعدہ کر گئے تھے، لیکن معلوم ہوتا ہے لکھنؤ سے براہِ راست دہلی چلے گئے۔

ہاشمی صاحب! آپ ایسا کیجیے کہ ان دونوں رسالوں کے مطلوبہ شمارے ڈاکٹر محمد اسلم کے حوالے کر دیجیے۔ دفتر سے آپ حاصل کر لیں۔ پیکنگ وغیرہ کے کاموں میں اسلم صاحب بہت مستعد ہیں وہ مجھے بھیج دیں گے۔

پچھلے ہفتے ہی انھوں نے ''ملاقاتیں'' (انتظار حسین)، ''ابن انشا'' (ریاض احمد) اور ''روایت'' (۲) کے نسخے بھجوائے، ایسی اچھی پیکنگ تھی کہ کسی کتاب کی جلد پر معمولی سی خراش تک نہیں آئی۔

میں نے کبھی آپ سے پوچھا تھا کہ قاضی عبدالودود صاحب اور رشید احمد صدیقی کے خطوط تو نہیں ہیں۔ ہوں تو ان کے عکس بھیج دیجیے۔ میں ان دونوں کے خطوط مرتب کر کے شائع کرنے والا ہوں۔ اپنے احباب سے بھی پوچھیے۔ کالج کے احباب کے علاوہ وزیر آغا صاحب ۶۳ اور ڈاکٹر انور سدید صاحب ۶۴ سے بھی۔

کسی کتاب یا رسالے کی ضرورت ہو تو بلا تکلف لکھیے اور میرے تقاضوں اور یاددہانیوں کا برا نہ مانا کیجیے۔ ضروری کتب و رسائل کے لیے آپ لوگوں کو نہ لکھوں گا تو کسے لکھوں گا۔ ناموران [علی گڑھ] جلد چہارم شہریار صاحب مرتب کر رہے ہیں اور ممکن ہے مئی رجون تک شائع ہو جائے۔

اقبال پر تحقیقی مقالوں کی فہرست کے لیے میں خود قاضی عبدالستار صاحب کے پاس گیا تھا اور ڈاکٹر نورالحسن نقوی صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ وہ فیکلٹی کے رجسٹر دیکھ کر ریسرچ کے عنوانات اور ریسرچ اسکالرز کے نام سے آپ کو مطلع کر دیں یا مجھے اطلاع دیں۔٦٥ صدرِ شعبہ آج کل قاضی صاحب ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ معلومات آپ کو مل گئے یا نہیں۔ بہ ہر حال اب تو آپ کا مضمون رکتاب مکمل ہو گئی ہوگی۔ امید ہے آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختارالدین احمد

[پس نوشت]: خواجہ محمد زکریا صاحب کو میرا اسلام کہیے۔ آپ پروفیسر کب ہو رہے ہیں؟ یا ہو چکے اور مجھے اطلاع نہیں ملی۔٦٦

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب
اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب:١٦

باسمہ

٢٠راپریل ١٩٩٧ء

محبی ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مورخہ ١٨رمارچ یہاں ١١راپریل کو ملا اور ١٤رمارچ کا خط رفاقت علی صاحب ٦٧ کے خط کے ساتھ حیرت ہے کہ بعد کو موصول ہوا۔

''فکر ونظر'' کا شبلی نمبر ایک دوست کی معرفت دہلی بھجوا رہا ہوں کہ وہ آپ کو پیش کر دیں کہ میں ان شاء اللہ ٢٣رکو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ایک جلسے میں شرکت کے لیے پٹنہ جا رہا ہوں اور مئی کے دوسرے ہفتے میں علی گڑھ پہنچوں گا۔ آپ سے اور فراقی صاحب سے عدم ملاقات کا افسوس رہے گا۔٦٨ شبلی نمبر کا اپنا نسخہ بھیج رہا ہوں بعد کو یہاں خرید لوں گا۔ اسلوب صاحب ٢راپریل کو حج و زیارت کے لیے حرمین شریفین گئے ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ وہ بہ خیر ہیں۔

خان صاحب ٦٩ سے کتابیں بھجوانے کا کام کوئی خان ہی کرا سکتا ہے، یا ڈاکٹر نورالحسن نقوی، سو انھیں کئی بار ٹیلی فون کر چکا ہوں، گھنٹی بجتی رہتی ہے، آج عید کا تیسرا دن ہے، وہ ملنے نہیں آئے ہیں۔ غالباً اپنی بیگم کے ساتھ دہلی میں ہیں۔ دہلی میں ملاقات ہو تو ان سے بات کیجیے۔ میں اگر پٹنہ سے جلد واپس آ گیا تو انھیں متوجہ کروں گا اور آپ لوگوں سے مل کر مسرت حاصل کروں گا۔

آپ اگر علی گڑھ آئے تو کتابوں کے حصول میں آسانی ہوگی۔ نذر وحید قریشی والے مضمون کی دس پندرہ آف پرنٹس ضرور بنوایئے گا۔ اس میں مطبع والے سہل پسندی سے کام نہ لیں، اس کا خیال رکھیے۔ وحید قریشی صاحب اور محمد اسلم صاحب کو بہ وقت ملاقات میرا اسلام کہیے۔ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

پروفیسر سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب
اورینٹل کالج، لاہور۔

مکتوب:۱۷

باسمہٖ

علی گڑھ

۱۸؍جون ۱۹۹۷ء

مکرمی سید رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

آپ کا مکتوب گرامی ملا ممنون ہوا۔

''فکر ونظر'' کا مطلوبہ نمبر میں نے حکیم پروفیسر ظل الرحمٰن صاحب (طبیہ کالج علی گڑھ) ۱۰ کے حوالے کر دیا ہے، جو ہفتہ عشرہ ہوا کراچی گئے ہیں۔ حکیم محمد سعید صاحب ا کے وہ مہمان ہیں۔ ایک ماہ کے بعد وہ لاہور آئیں گے اور پروفیسر سید محمد سلیم صاحب ۲ (اچھرہ۔لاہور) کے یہاں قیام کریں گے۔ وہ آپ کا ٹیلی فون نمبر معلوم کر رہے تھے، مجھے معلوم نہ تھا اس لیے بتا نہ سکا۔ وہ اورینٹل کالج میں آپ سے ملنے کی کوشش کریں گے۔ بہتر ہے کہ آپ سید محمد سلیم صاحب سے مل کر ظل الرحمٰن صاحب سے میرے خطوط اور رسالے حاصل کر لیں۔

عارف نوشاہی صاحب ۳ کو جو مضمون بھیجنے والا تھا، وہ ابھی تیار نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نذر وحید والا مقالہ اب تک کمپوز نہیں ہوا اور نہ آپ ضرور لیتے آتے۔ تحسین فراقی صاحب کی خدمت میں سلام کہہ دیجیے۔ افسوس کہ آپ اصحاب اتنی دور سے دہلی پہنچے اور ہم لوگ آپ سے ملنے نہ آ سکے، صحت اچھی ہوتی تو ضرور حاضر ہوتے۔ اسلوب صاحب اچھے ہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ۴ اس ہفتے امریکہ تشریف لے گئے ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۱۸

باسمہٖ

علی گڑھ

۳۱؍جولائی ۱۹۹۷ء

یک شنبہ

مکرمی ڈاکٹر سید رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

حکیم ظل الرحمٰن صاحب کے ذریعہ [ذریعے] آپ کا خط مؤرخہ ۱۵؍جولائی کل ملا، آج ان سے ملاقات ہوئی وہ آپ کے یہاں سے بہت خوش وخرم اور اپنے علمی سفر سے بہت مطمئن آئے ہیں۔ تحفے اور ہدایا جو انھیں ملے، وہ بہت شوق سے دکھا رہے تھے، کہتے تھے ساڑھے پانچ سو کتابیں ملیں اور کوئی ڈھائی سو رسالے، رسالے تو وہ سب وہیں چھوڑ کر آ گئے کچھ کتابیں لائے ہیں، کچھ بعد کو منگوائیں گے۔

خوشی ہوئی کہ آپ کو حالی نمبر مل گیا اور بہت پسند آیا۔ اب ''علی گڑھ میگزین'' کا ایک خصوصی شمارہ ۱۵؍اگست کو شائع ہونے والا ہے۔ آپ کو بھجواؤں گا۔'' اورینٹل کالج میگزین'' ''تحقیق'' یا کسی رسالے پر تبصرہ لکھ کر شائع کرا دیجیے گا تو اڈیٹر [ایڈیٹر] اور پورا شعبہ ممنون ہوگا۔

یہ بتائیے کہ کیا ''اوراق'' ۵۷ےاور ''سیارہ'' ۶۷ے برابر شائع ہو رہا ہے۔[کذا] سال ڈیڑھ سال سے ''اوراق'' نہیں آیا حالانکہ وزیر آغا صاحب اور حفیظ الرحمٰن احسن صاحب ۷۷ے بہت پابندی سے بھجواتے تھے۔ یہی حال رسالہ ''صریر'' (کراچی) ۸۷ے کا ہے یہ تو کوئی دو سال سے نہیں آیا۔ اصل میں محصول اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اب مدیران کو رسالہ بھیجنے میں تکلف ہوتا ہے۔ محصول ہی کی خاطر حفیظ الرحمٰن صاحب، میرے، کبیر احمد جائسی ۹۷ے، اسلوب احمد انصاری صاحب کے پرچے ایک ساتھ جائسی صاحب کو بھیج دیا کرتے تھے۔ بہ ہر حال یہ اطلاع دیجیے کہ ان دنوں رسالوں کے آخری شماروں کا نمبر کیا [ہے] اور کب یہ شائع ہوئے ہیں اور مدیر حضرات سے ملاقات ہو تو میرا اسلام ان تک پہنچائیے۔ جہاں تک یاد آتا ہے ''سیارہ'' کا آخری نمبر میرے پاس آیا ہے وہ شمارہ ۳۳ (سال نامہ ۱۹۹۳ء) ہے جس میں مشفق خواجہ صاحب کا انٹرویو ڈاکٹر تحسین فراقی نے شائع کیا ہے۔

مجھے ڈورس احمد کی تاریخِ وفات چاہیے۔ سالِ وفات معلوم ہے ۱۹۹۳ء۔ اسلم صاحب کو لکھا تھا جو اس مضمون کے ماہر ہیں؛ ان کا جواب نہ آیا۔ منیرہ بانو کہتی ہیں تاریخ یاد نہیں لیکن عید کا دن تھا۔ عید یا بقر عید یہ بھی انھیں ٹھیک سے یاد نہیں۔ جسٹس جاوید اقبال ۸۰ے سے اس مسئلے پر گفتگو کی، وہ بھی کچھ نہ بتا سکے۔ کچھ دیر پہلے سُرور صاحب ۸۱ے سے گفتگو ہوئی انھوں نے ڈورس کو علی گڑھ میں دیکھا تھا؛ تاریخِ وفات کیا، انھیں تو ان کی وفات کا بھی علم نہیں۔ کہنے لگے سید رفیع الدین ہاشمی سے پوچھیے۔ اب آپ سے میں خود پوچھنا چاہتا تھا۔ ان کے مشورے پر فوراً آپ کو یہ خط لکھنے بیٹھ گیا ورنہ ممکن ہے ہفتے عشرے کے بعد آپ کے خط کی رسید بھیجتا۔ ڈورس کے کچھ حالات معلوم ہو سکیں تو وہ بھی لکھیے۔

اقبال نے گورنس کے لیے رشید صاحب ۸۲ے اور خواجہ غلام السیدین کو خطوط لکھے تھے، کیا یہ خط کہیں ملتے ہیں، آپ کے حافظے میں تو ان کے سارے خطوط ہوں گے۔ میں برنی صاحب کی ''کلیاتِ مکاتیبِ اقبال'' بھی دیکھوں گا۔ ایک آدھ جگہ ذکر ہے اور میں نے ڈورس پر ایک نوٹ لکھ کر انھیں بھیج دیا تھا کہ وہ اس میں ترامیم واضافہ کر لیں۔ اب میں ذرا تفصیل سے ان پر لکھنا چاہتا ہوں۔ جاوید اقبال صاحب نے بتایا کہ ڈورس نے بہت دن ہوئے انگریزی میں اپنی مختصر سوانح حیات ۸۳ے لکھی تھی، کیا یہ آپ کی نظر سے گزری ہے؟ مختصر ہو تو اس کی زیروکس کاپی بھیج دیجیے۔ مجلسِ اقبالیات ۸۴ے یا بزمِ اقبال لاہور ۸۵ے نے بہت دن ہوئے چھاپی تھی۔ اب شاید وحید قریشی صاحب کی جگہ سہیل عمر ۸۶ے ناظمِ ادارہ ہیں، ان سے پوچھیے۔ جاوید صاحب نے بھجوانے کا وعدہ کیا ہے مگر وہ مصروف آدمی ہیں شاید ہی جلد توجہ کر سکیں۔

میں ۱۹ر کو ایک بین الاقوامی کانفرنس میں عمان/اردن گیا ہوا تھا۔ ۲۶ر کو واپس آیا۔ پاکستان سے صرف جسٹس جاوید اقبال شریک ہوئے۔ عمان ایئرپورٹ پر ملاقات ہوئی، ساتھ ہی ہوٹل گئے اور ساتھ ہی ۲۵ر کی شب کو عمان ایئرپورٹ پر آئے اور ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ پانچ شب و روز ان کا برابر ساتھ رہا، ان سے ان کا لاہور کا پتا پوچھتے ہی [ہوئے] اچھا نہ معلوم ہوا؛ بہ راہِ کرم آپ لکھ کر بھیج دیں تاکہ میں ڈورس کی کتاب کے بارے میں ان کو یاد دہانی کرا سکوں۔ اگر آپ سہیل عمر صاحب سے یہ کتاب حاصل نہ کر سکیں تو جاوید اقبال صاحب کو اگر آپ کے ان سے تعلقات ہوں، ٹیلی فون کر کے میرا اسلام کہیے اور کتاب کے بارے میں یاد دہانی کرا دیجیے۔ ممنون ہوں گا۔ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

صدرِ شعبۂ اُردو [کذا]
اورینٹل کالج، لاہور۔

[پس نوشت]: مرسلہ مضمون کی اگر کتابت ہوگئی ہے تو اس کی زیروکس بھجوا دیجیے کہ اگر اس میں اغلاط راہ پا گئے ہوں یا مجھے بطور استدراک وتصحیح کسی امر کے بارے میں لکھنا ہو تو میں آپ کو لکھ دوں۔ آپ چند سطریں کسی صفحے کی خالی جگہ پر چھاپ دیں۔ آف پرنٹس ضرور چھپوایے گا۔۸۷ نذیر وحید قریشی کی اشاعت کب تک ہوگی؟ لکھیے گا۔ آفاق احمد صاحب ۸۸ کو خط کل پیر کو بھیج دوں گا۔

☆ یہ خط کاغذات میں کہیں گم ہو گیا تھا، آج بھیج رہا ہوں۔ ۳ راگست ۱۹۹۷ء

مکتوب: ۱۹

باسمہٖ

۸ ر نومبر ۱۹۹۷ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مؤرخہ ۳۱ راکتوبر اور ''اورینٹل کالج میگزین'' کا تازہ شمارہ ملا ممنون ہوا۔ بہت سی علمی وادبی خبریں بھی آپ نے بھیجیں، مزید ممنون ہوا۔ خواجہ محمد زکریا صاحب کو ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب ۸۹ کے ذریعہ [ذریعے] اپنا سلام جاپان بھجوا دیا۔

ڈورس احمد کی تاریخِ وفات کراچی سے معلوم ہوگئی۔ اب آپ زحمت نہ فرمائیں۔ یہ کیسی دل چسپ بات ہے کہ انھوں نے زندگی لاہور میں گزاری، یہیں انھوں نے وفات پائی اور یہیں وہ آسودۂ خاک ہیں لیکن ان کی تاریخِ وفات لاہور کے کوئی دوست نہیں بتا سکے۔ آپ کے علاوہ متعدد اصحاب سے پوچھا، حد یہ کہ جسٹس جاوید اقبال سے بھی عمان میں پوچھا۔ انھیں یاد نہیں، ان کی بہن منیرہ بانو نے شیخ منظور الٰہی صاحب سے صرف یہ کہا کہ تاریخ یاد نہیں لیکن وہ دن عید کا تھا، عید الفطر کا یا عید الضحیٰ کا اب یہ بھی یاد نہیں۔ تاریخ مشفق خواجہ صاحب نے لکھ بھیجی، انھوں نے لکھا کہ دوسرے دن کا اخبار کا تراشہ انھوں نے محفوظ کر لیا تھا جس میں ان کی وفات کی خبر چھپی تھی۔

ڈورس کی کتاب جسے میں نے خود نوشت لکھا تھا، وہی ہوگی Iqbal as I knew him جس کا ذکر آپ نے کیا ہے، اب آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں نے محمد سہیل عمر صاحب سے گزارش کی تھی کہ وہ اس کا نسخہ آپ کو بھیج دیں۔ کیا آپ کو مل گئی؟ جان برادر! آپ لاہور سے مجھے لکھ کر استفسار کریں اور میں جواب دوں اس عمل میں تین ہفتے تو لگ جائیں گے، اس سے کہیں آسان تھا کہ آپ ایک عدد ٹیلی فون کر کے سہیل عمر صاحب سے پوچھ لیتے کہ ڈورس کی کتاب آپ نے علی گڑھ بھیج دی یا نہیں، نہ بھیجنے کی شکل میں آپ کا ٹیلی فون یاددہانی کا کام کر دیتا۔ جی نہیں، نہ وہ کتاب اب تک آئی اور نہ ان کے رسائل؛ توجہ فرمایئے۔ ان کا دفتر آپ کے مکان رشعبے سے بہت دور نہ ہو تو خود چلے جایئے، ایک دوست سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ اگر کوئی نسخہ موجود نہیں ہے تو دفتر کے نسخے سے وہیں آپ بیٹھے بیٹھے اس کی زیروکس کاپی بنوالیں اور وہ یا آپ رجسٹری سے بھیج دیں۔

''سیّارہ'' آپ نے یٰسین مظہر صاحب کے حوالے کر دیا ہے لیکن معلوم ہوا، وہ لاہور سے یہاں نہیں کراچی چلے گئے ہیں؛ اب آتے ہی ہوں گے۔ اگر پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب ۹۰ آپ سے ملیں یا میری ایک تحریر سفرِ عمان پر مشتمل بھیجیں تو اسے نائب مدیر حفیظ الرحمٰن احسن صاحب یا کسی اور کو دے کر پوچھ لیجیے کہ بہ شرطِ پسند کب تک شائع ہوگا۔

اطلاع ملی ہے کہ نذرِ وحید قریشی کا فائنل پرنٹ کئی ماہ سے تیار ہے۔ اشاعت میں ابھی کچھ تاخیر ہے۔ آپ جب دہلی تشریف لائے تو میرے مضمون کی نقل اپنے ساتھ کسی وجہ سے نہ لا سکے، اب یہ مہربانی کیجیے کہ ان اوراق کی زیروکس کاپی تیار کرا کے فوراً بھیج دیجیے۔ تصحیح کے لیے نہیں، پروف خوانی کا وقت تو گزر چکا، مجھے ایک ضروری کام کے لیے ان اوراق کی ضرورت ہے۔ موقع ہو تو میرا مسودہ بھی ساتھ بھیج دیں۔ آپ کو بھیجنے میں تردّد ہو تو آپ زحمت فرما کر یہ اوراق پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب ناظم مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور کو پیش کر دیں، وہ بہ وجوہِ احسن بھیجنے کا انتظام کر دیں گے۔ آپ ان سے کبھی ملے تو ہوں گے؛ نہ ملے ہوں تو اب مل لیجیے۔ لاہور میں رہ کر آپ ان سے قریب نہیں ہوئے تو کیا کہوں کہ کیسی نعمت سے آپ دور رہے۔

ایک زحمت اور پروفیسر ظہور احمد اظہر صاحب[91] کو میرا سلام کہیے اور یہ پیغام دیجیے کہ کئی ماہ ہوئے ان کے شاگرد کا علمی مقالہ آیا تھا میں نے دیکھ کر رائے بھیج دی تھی، بل بھی ساتھ ہی روانہ کر دیا تھا اور رجسٹرار صاحب کو لکھ دیا تھا کہ یہاں بھیجنے میں اور باضابطہ اجازت لینے میں تاخیر ہوتی ہے اس لیے میں نے لکھا تھا کہ وہ فلاں صاحب کو لاہور میں بھیج دی جائے۔ اظہر صاحب کو بھی خط لکھ دیا تھا۔ نہ اِن کا جواب آیا نہ اُن کا۔ آپ توجہ فرما کر یہ کام کر دیں تو کس قدر دعا آپ کو دوں۔ مجھے لاہور سے بعض ضروری کتابیں منگوانی ہیں۔

اب بہت فرمائشیں ہوگئیں، اب یہ دفتر لپیٹتا ہوں کہ آپ سنتے سنتے (بلکہ پڑھتے پڑھتے) تھک گئے ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

پروفیسر سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب
شعبۂ اُردو، اورینٹل کالج، لاہور۔

مکتوب: ۲۰

باسمہٖ

علی گڑھ

۲۰/مارچ ۱۹۹۸ء

محبی رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مؤرخہ ۲/فروری مجھے ۱۳/فروری کو مل گیا تھا جو، آپ نے رفاقت علی شاہد صاحب کے ذریعہ [ذریعے] بجھوایا تھا۔ آپ کی اور ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر[92] کی مرسلہ مطبوعات بھی ملیں، شکریہ۔ آپ جرمنی اور فرانس کی سیر کر آئے۔ مختصر ہی سہی وہاں کا سفرنامہ ضرور شائع کیجیے کہ آپ کی سیر میں ہم لوگ بھی شریک ہو جائیں۔

اس زمانے میں کئی سفر درپیش تھے اور دو تین مضمون لکھنے میں مصروف تھا، اس لیے رفاقت علی صاحب کو خطوط و مطبوعات کی رسید بھی نہیں بھیج سکا اور کتابوں کے میلے میں بھی شریک نہ ہو سکا ورنہ ان کی لائی ہوئی لاہور [کی] خاص طور پر شیخ مبارک علی کی مطبوعات بھی دیکھ لیتا۔ شاہد صاحب ملیں تو میری طرف سے معذرت کر لیجیے گا۔ انھوں نے جس مثنوی کا عکس طلب کیا ہے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ سبحان اللہ کلکشن میں موجود ہے۔ ''فہرستِ نسخِ قلمی سبحان اللہ لائبریری'' مرتبہ سید کامل

حسین (علی گڑھ ۱۹۳۰ء) کئی بار دیکھ گیا؛ اس میں اس مثنوی کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ ان سے کہیے کہ کتاب کا نمبر اور فہرست کا حوالہ لکھ بھیجیں کہ عکس بنوانے کا انتظام کر سکوں۔

ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر نے ''دیوانِ ناسخ'' کا عکس منگوایا ہے نمبر انھوں نے صحیح لکھا ہے وہ منتظمینِ کتب خانہ کو لکھوا دیا ہے۔ مائکرو فلم بن جائے گی لیکن کئی ماہ کی تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ ان سے پوچھیے فلم ان تک پہنچانے کی کیا شکل ہو؟ عکس یا زیروکس کا پیکٹ بھیجنا آسان ہے، فلم کس طرح بھیجی جائے؟

ہاں صاحب! جاوید اقبال اور منیرہ بانو کی گورنس ڈورس احمد کی تاریخ وفات ۲۵ر فروری ۱۹۹۳ء ہے۔ اس دن عید تھی۔ جنتری دیکھ لیجیے، عید تھی یا بقر عید۔

تحسین فراقی صاحب کو میرا اسلام کہیے؛ مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کے کوئی ستر بہتر خطوط ملے ہیں، کتب خانۂ خدابخش کے لیے مرتب کر رہا ہوں۔ جشنِ وحید قریشی کب منعقد ہو رہا ہے؟ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں [گے]۔ والسلام

مختارالدین احمد

مکتوب: ۲۱

باسمہٖ

علی گڑھ

۳ر گست ۱۹۹۸ء

محبی سید رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ جس پر تاریخِ تحریر درج نہیں لیکن قیاس غالب ہے کہ ۴ر جولائی کو لکھا گیا ہوگا، عالم گیر صاحب کے خط کے ساتھ سلطان احمد اصلاحی صاحب نے بھجوا دیا تھا۔ ''صحیفہ'' کے دو شمارے بھی تھے اور ''اقبال'' کا ایک نمبر بھی۔

میں پٹنہ گیا ہوا تھا کچھ دنوں کے بعد واپس آیا، اب شاید اسی طرح آنا جانا ہوتا رہے۔ جب تک یونی ورسٹی کی اپنی عمارتیں نہ بن جائیں اور دفاتر باقاعدہ نہ کھل جائیں۔ خط کتابت وارسالِ کتب ورسائل کے لیے علی گڑھ کا پتا محفوظ ہوگا۔

آپ کا خط ملتے ہی بلجیم والے سفر کے متعلق خلیق انجم صاحب ۹۳ کو خط لکھ دیا تھا، آج پھر لکھ رہا ہوں۔ سفر نامۂ اندلس کس ناشر سے طبع کرا رہے ہیں۔ کیا معقول ادارہ ہے؟ ۹۴ سفر نامۂ ہند بھی جلد مکمل کیجیے، پڑھنے کے لائق چیز ہوگی۔

انگریزی کتاب اشرف صاحب کی تو شاید اب نہ ملے لیکن اطہر شیر صاحب میرے دوستوں میں ہیں اگر اس کے نسخے ختم بھی ہو گئے ہیں تو ان سے حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ ویسے آپ رفاقت علی صاحب کو بھی احتیاطاً تاکید کریں کہ دہلی میں بھی تلاش کریں۔ ۹۵

میں پٹنہ آتا جاتا رہوں گا لیکن خط کتابت وارسالِ کتب ومجلّات کا محفوظ پتا علی گڑھ ہی کا ہے۔ اسلوب صاحب کو آپ کا سلام کہہ دیا ہے۔ اسلم صاحب کا خط اور ٹیلی فون امریکہ سے آیا تھا، اس وقت وہ نیویارک میں ہوں گے۔ معلوم ہوا تھا کہ وہ یکم ستمبر کو وہاں پہنچنے والے ہیں۔

افضل اقبال (جامعہ ملیہ مولانا محمد علی) کے مختصر کوائف درکار ہیں کسی کتاب سے لے کر فوراً بھیج دیجیے۔کئی سال پہلے ان کا انتقال ہوا ہے۔ ہواز ہو[who is who] قسم کی کتابوں میں ان کا ذکر مل جائے گا۔ڈاکٹر تحسین فاروقی [فراقی] صاحب سے بھی مدد لیجیے۔ان سے یہ بھی پوچھیے کہ ذاکر صاحب کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ انھوں نے ان سے ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ فرمائش کی تھی کہ جامعہ کے بی اے کے طلبہ کے لیے نفسیات پر ایک عام فہم کورس کی کتاب لکھ دیں۔غالباً کتاب لکھی نہیں گئی ورنہ مولانا کی تصانیف کی فہرست میں اس کا ذکر ہوتا۔ میں نے تحسین فاروقی [فراقی] صاحب کی کتاب مولانا عبدالماجد دریابادی میں بھی دیکھ لی، اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

دیکھیے حافظہ کیسے کیسے کھیل کھیلتا ہے۔آج کل پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کی کتاب ''شہید جستجو'' پڑھ رہا ہوں۔تحسین صاحب کو دو جگہ فراقی کی جگہ فاروقی لکھ گیا۔وہ فراقی کیوں لکھتے ہیں؟ ان کا ناصر نذیر فراق دہلوی۹۶ یا فراق گورکھپوری۹۷ سے تو کوئی تعلق نہیں رہا ہوگا!

رفاقت علی صاحب کا خط ایک مثنوی کے عکس کے بارے میں آیا تھا انھوں نے حوالہ سبحان اللہ کلکشن کا دیا تھا، وہاں اس مصنف کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔امید [ہے] آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علی گڑھ

۳۰؍اگست ۱۹۹۸ء

مکرمی ڈاکٹر سید رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

ابھی اپنے کتب خانے میں آپ کی تالیف ''اورینٹل کالج کے موجودہ اساتذہ'' پر نگاہ پڑی۔ایک نظر پہلے بھی اسے دیکھ چکا تھا، یہ آپ نے بڑا مفید کام کیا ہے۔اس کی قدر اب نہیں ایک ربع صدی گزرنے کے بعد صحیح معنوں میں ہوگی۔۹۸

اس پر مجھے یاد آیا کہ ''اورینٹل کالج [میگزین]'' کا ایک ضخیم شمارہ وہاں کے موجودہ اور سابق اساتذہ پر ڈاکٹر محمد باقر۹۹ یا کسی اور پرنسپل کے زمانے میں چھپا تھا۔اس میں علامہ میمن کا بھی ذکر تھا اور سنسکرت کے شعبے کے پروفیسر سوریہ کانت شاستری کا بھی اندراج ایک استاد کی حیثیت سے تھا۔ مجھے شاستری پر ایک نوٹ لکھنا ہے۔نوٹ لکھ لیا ہے بلکہ وہ کمپوز ہونے بھی چلا گیا ہے لیکن ابھی اضافہ و ترمیم کی گنجائش ہے۔بہ راہِ کرم ان کے کوائف جیسے کیسے ہیں، واپسی ڈاک سے بھیج دیجیے کہ پروف آتے وقت آپ کے مرسلہ معلومات میرے سامنے ہوں۔

زحمت دہی کے لیے عفو خواہ ہوں۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۲۳

باسمہ

علی گڑھ

۹رفروری ۱۹۹۹ء

محبی ڈاکٹر رفیع الدین صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ یکم دسمبر مل گیا تھا جس میں ''ارمغان علمی'' کی اشاعت کی خوش خبری تھی، خیال ہوا کہ یہ مجموعۂ مضامین آجائے تو اس کی رسید اور آپ کو اور عارف نوشاہی صاحب کو شکریے کا خط لکھوں اور محبِ گرامی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت پیش کروں۔ لیکن سوا دو مہینے گزرنے پر بھی کتاب نہ پہنچی تو یہ سطریں آپ کو لکھ رہا ہوں۔

بھائی اگر کتاب چھپ گئی ہے اور اس کی ''رونمائی'' کا انتظار ہے تو یہ تقریب ضرور کیجیے لیکن جو اصحاب ہندستان، انگلستان، شرقِ اوسط میں رہ رہے ہیں وہ تو اس تقریب میں شریک نہ ہوسکیں گے، انھیں (خاص طور پر مضمون نگاروں کو) تو یہ تحفہ جلد سے جلد بھیجیے۔ اگر اس کی پیکنگ اور ڈاک کے خرچ کا مسئلہ ہے تو میرا نسخہ آپ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی خدمت میں بھیج دیجیے، وہ ارسال کی کوئی نہ کوئی شکل نکال لیں گے۔

اقبال فکر و فن ابھی تک حاصل نہیں ہوئی ہے۔ یہ کتاب بہت کم تعداد میں چھپی تھی۔ اقبال اور غالب پر کتابیں بہت جلد بک جاتی ہیں۔ بہ ہر حال کوشش میں ہوں، کتاب حاصل ہوتے ہیں روانہ کر دوں گا۔ اگر نہ ملا [ملی] اور آپ کا اصرار جاری رہا تو اور ضرورت بدستور رہی تو میں اپنا نسخہ آپ کو بھیج دوں گا۔ اس میں میرا بھی ایک مضمون چھپا ہے، اس لیے یہ ضرور میرے کتب خانے میں ہوگا [گی]۔

''اورینٹل کالج میگزین'' اور ''تحقیق'' شائع ہوتے ہی بھیجیے۔ اب ان کے ایڈیٹر کون ہیں؟ سب سے پہلے لکھی جانے والی بات اگر سب سے آخر میں لکھی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بہت اہم ہے۔

عرصہ ہوا اسلوب صاحب کے ذریعہ [ذریعے] منشی مول چند منشی کی دو اردو مثنویوں کے روٹوگراف رضا لائبریری رام پور سے بنوا کر بھیجے تھے۔ انھوں نے آپ کو دیے تھے کہ رفاقت علی شاہد صاحب کو دے دیں، آج تک ان بزرگ نے تو رسید تک نہ بھیجی۔ کتب خانوں سے کس زحمت اور پریشانی کے بعد عکس حاصل ہوتے ہیں۔ ڈاک سے بھیجنا غیر محفوظ تھا اور پارسل تاخیر سے پہنچتا، اس لیے ایک دوست کو زحمت دی اور ہوائی سفر کے باوجود وہ یہاں سے لاہور لے گئے اور آپ جیسے شفیق استاد کے حوالہ [حوالے] کی۔ آپ نے تو اسی ہفتہ [ہفتے] ان تک یہ روٹوگراف پہنچا دیا ہوگا لیکن انھیں شاید اتنی فرصت نہیں ملی کہ دو سطریں رسید کی بھیجیں۔

کیا ''صحیفہ'' ۱۰۰ برابر شائع ہو رہا ہے۔ اس طرف ایک سال سے نہیں آیا، احمد ندیم قاسمی صاحب ۱۰۱ کا خط آیا تھا کہ ''فنون'' ۱۰۲ تو آپ کو جاتا ہی ہے ''صحیفہ'' بھی برابر بھیجا جائے گا۔

پروفیسر اسلم مرحوم پر آپ کے مضمون کا عکس مجھے امریکہ سے بھی ایک دوست نے بھیج دیا تھا۔ آپ کی تحریر اچھی اور بہت متوازن تھی اور بہت اچھے انداز میں آپ نے ایک دوست کی صفات اور اس کی خوبیوں کا ذکر کیا تھا۔

رفقائے شعبہ کو میرا سلام کہیے، ان میں سے ہر شخص سے دلی لگاؤ ہے اور انھیں ہمیشہ یاد رکھتا ہوں۔ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۲۴

باسمہٖ

علی گڑھ

۱۵ر مارچ ۱۹۹۹ء

برادرم سید رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مورخہ ۲۶ر فروری موصول ہوا، پڑھ کر مسرور ہوا۔ ہاں ۳۰ر جنوری کا عنایت نامہ ابھی نہیں ملا، ہنوز سفر میں ہے۔

''ارمغانِ علمی'' کا نسخہ خواجہ صاحب کا بھیجا ہوا، مجھے مل گیا ہے لیکن جو وہ یہاں دوسرے احباب کو بھیجنے کے لیے ارسال کرنے والے تھے وہ ہنوز نہیں پہنچے ہیں، ممکن ہے کسی اور کو انھوں نے بھیج دیے ہوں۔ کتاب دیر میں چھپی لیکن بہت اچھی مرتب ہوئی اور خوب چھپی۔ آپ لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں بعض بڑے قیمتی مضمون اس میں شائع ہوئے ہیں۔

''[اورینٹل کالج] میگزین'' اور ''تحقیق'' کے شمارے یا کوئی بھی کتاب آپ بھیجنا چاہیں تو وہ پیرزادہ صاحب کے حوالے کر دیں، وہ بہ حفاظتِ تمام بھجوا دیں گے۔ رفاقت صاحب نے حد کر دی غفلت اور سستی کی۔ زاہد منیر صاحب سوز پر کوئی کتاب شائع کرنی چاہتے تھے، وہ غالباً کسی اور موضوع کی طرف متوجہ ہو گئے۔ فراقی صاحب کو بہت بہت سلام کہیے۔ جرمن اسکالر باب صاحب ایک دن آئے تھے، انھیں پھر بلایا تھا؛ ابھی نہیں آئے۔ یہاں میں نے انھیں بتا دیا ہے کن کن لوگوں سے ان کا ملنا مفید ہوگا۔ بھلے آدمی ہیں اور ادب کا شوق رکھتے ہیں۔

اسلوب صاحب کے بارے میں اگر آپ نے کوئی خط لکھا تھا تو وہ مجھے نہیں ملا۔ ذرا تفصیل سے لکھیے آپ کو کن تحریرات کی ضرورت ہے، آپ کو ضرور بھجواؤں گا۔ انھیں بھی آپ نے لکھا ہوگا۔ سوال نامہ بھجوایئے یہاں متعدد اصحاب کے پاس دس کو بھیجیں گے تو پانچ جواب دیں گے، اس لیے بیس کو بھیجیے اور آپ براہ راست بھیجیں تو زیادہ اثر ہوگا۔ ہائیڈل برگ والا [تکبیر ۱۵ر فروری کا] کالم ملا، خوب ہے، بہت دل چسپی سے پڑھا۔ آپ کی اور فراقی صاحب کی تصویریں بھی اچھی آئی ہیں۔ ۱۰۳میں [نے] ۱۹۵۵ء میں چند دن ہائیڈل برگ میں گزارے تھے، آپ کا مضمون پڑھ کر وہ دن یاد آ گئے۔ شمل۱۰۴ سے تو ملاقات نہ ہو سکی، وہ اس زمانے میں غالباً امریکہ میں تھیں لیکن دوسرے اساتذۂ جامعہ سے ملاقاتیں رہیں۔ عربی کے ایک استاذ اے ڈیٹریش [کذا] خاص طور پر بہت مہربان رہے۔ میرے قیام کا انتظام بھی انھیں نے کیا تھا۔ امریکہ برسوں رہ کر واپس ہائیڈل برگ آ گئے ہیں۔ آپ کے سفر کا حال معلوم ہوتا تو آپ دونوں کے بارے میں انھیں پہلے سے لکھ دیتا۔ اب بھی وہیں ہوں گے۔

کہیں جامعہ ملیہ کے ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی سے بھی ملاقات ہوئی؟ بون میں میں احسان رشید صاحب کا مہمان تھا لیکن زیدی صاحب بھی بہت محبت سے ملے اور ان سے جرمنی کے متعدد مقامات پر ملاقات ہوتی رہی۔ کیا ''تکبیر'' اب بھی

شائع ہو رہا ہے؟ اس کا تراشا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مرحوم صلاح الدین صاحب ۱۰۵ برسوں ہر ہفتہ [ہفتے] بڑی پابندی سے یہ اخبار بھیجتے رہے۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ اخبار نہ سہی، اس کے ادبی صفحے کی عکسی نقل آپ پابندی سے بھیجتے رہیں؟ ادبی صفحہ کتنے صفحوں کا ہوتا ہے؟ ایک یا دو صفحے کا ہوگا۔ اسلم صاحب اب ہم میں موجود نہیں ورنہ وہ ضرور بھیج دیتے۔ ہاں اس پر یاد آیا میں اسلم صاحب کے کچھ خطوط شائع کرانا چاہتا ہوں، کس کو بھیجوں؟ دو تین آخری خط تو ''تکبیر'' یا ''جنگ'' میں بھی چھپ سکتے ہیں۔ اپنی ادبی سرگرمیوں سے باخبر رکھیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۲۵

باسمہٖ

علی گڑھ

۴رمئی ۱۹۹۹ء

مکرمی جناب سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

آپ کا خط اور سوال نامہ مل گیا تھا، اس کی کچھ اور عکسی نقلیں تیار کر کے دوستوں اور عزیزوں میں تقسیم کر دی ہیں۔ ہر ایک کو خط لکھ دیا ہے اور بعضوں سے بالمشافہ گفتگو کی ہے اور بعضوں کو ٹیلی فون کر دیا ہے کہ اسلوب احمد انصاری صاحب پر ڈاکٹر ہاشمی کی نگرانی میں ایک ریسرچ اسکالر کام رہی ہیں اور اقبال کے سلسلے میں انصاری کی خدمات کا جائزہ لے رہی ہیں۔[۱۰۶] توقع ہے کہ حسبِ ذیل حضرات سوال نامے کا جواب جلد ہی مجھے بھیج دیں گے:

پروفیسر فصیح احمد صدیقی شعبۂ کیمیا

پروفیسر ابوالکلام قاسمی شعبۂ اردو

پروفیسر شافع قدوائی شعبۂ صحافت

ڈاکٹر سیّد امین اشرف شعبۂ انگریزی

ڈاکٹر عفت انصاری شعبۂ انگریزی یہ اسلوب صاحب کی صاحبزادی ہیں۔

مسز طلعت اسلوب یہ بیگم اسلوب انصاری ہیں۔ (یہ دونوں ان کی ذاتی زندگی پر روشنی ڈال سکتی ہیں)

پروفیسر قاضی افضال حسین شعبۂ اُردو

ڈاکٹر ممتاز احمد خاں شعبۂ اُردو، بہار یونی ورسٹی مظفر پور

ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی شعبۂ انگریزی؛ یہ پرسوں انگلستان جا رہے ہیں، سوال نامے کا جواب وہیں سے آپ کو لاہور بھیج دیں گے۔

ممکن ہے ان اصحاب میں دو ایک لکھ نہ سکیں لیکن جو لکھیں گے وہ مواد عزیزی صاحبہ سامنے رکھیں گی تو بہت اچھا، مفید مقالہ وہ مرتب کر سکیں گی، خاص طور جب آپ جیسا اقبال شناس اور اقبال دوست ان کا نگرانِ کار ہو۔

کل پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے مرسلہ دو پارسل کتابوں کے پہنچے۔ ان میں آپ کے بھیجے ہوئے دو مضامین ''اقبال شناسی کا ایک اہم سال'' (''نوائے وقت'' لاہور ۱۵رجنوری ۱۹۹۹ء) اور سفر نامۂ دہلی ''سرزمین دہلی کی'' کی عکسی نقلیں

ملیں۔ ۱۰۷ پہلا مضمون کاش مدیرِ ''نوائے وقت'' مکمل چھاپ دیتے۔ بہت ہی معلوماتی تحریر ہے۔ اس میں آپ نے اپنی شاگرد کا ذکر نہیں کیا، شاید کتاب چھپنے کے بعد ہی ذکر مناسب سمجھا گیا۔ اس مضمون کے ساتھ آپ کی تصویر چھپی ہے، کیا نورانی چہرہ ہے۔ تصویر دیکھ کر آپ سے مرید ہونے کی خواہش پیدا ہونے لگی۔

سفرنامے میں آپ کے موقلم نے دہلی اور ہندستان کی کچھ ایسی تصویر بنائی ہے جو بہتوں کو شاید بہت پسند نہ آئے۔ آپ کے قلم سے یہاں کے علمی و ادبی ماحول کی مصوری لوگ زیادہ دل چسپی سے پڑھتے اور آپ کو اسی پر توجہ کرنی چاہیے تھی۔ بقیہ موضوعات آپ لوگ پرتو روہیلہ صاحب کے لیے چھوڑ دیں۔

عبادت بریلوی صاحب ۱۰۸ کی وفات کی خبر آپ نے بھی مجھے نہیں دی! ان کے اچانک چلے جانے پر افسوس ہوا۔ آخر عمر میں انھوں نے معاصرین کے خاکے اور حالات لکھ کر مفید ادبی خدمت انجام دی۔ آخر عمر کے دو تین سالوں میں ان کی کیا کتابیں چھپیں، لکھیے گا۔ اب خط لکھیے تو محبی وحید قریشی صاحب کی خیر و عافیت لکھیے۔ ان سے ملے بہت دن ہو گئے، وہ بہت یاد آتے ہیں، خدا انھیں صحت مند و توانا رکھے۔

ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب کو سلام کہیے۔ رفاقت علی شاہد صاحب دہلی آئیں تو پیرزادہ مکرم سے ملتے آئیں۔ لیجیے کاغذ نبڑ گیا، اب خط ختم کرتا ہوں۔ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختارالدین احمد

مکتوب: ۲۶

باسمہ

علی گڑھ

۲۶/ مئی ۱۹۹۹ء

محبی پروفیسر سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

ایک خط لکھ چکا ہوں، ملا ہوگا۔ تین مضامین تیار کرا لیے ہیں، بھیج رہا ہوں۔ یہ پروفیسر افضال حسین، ڈاکٹر امین اشرف اور [عفت] اسلوب کے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحیم نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنا مضمون لندن سے بھیج دیں گے، سو یقین ہے انھوں نے بھیج دیا ہوگا۔ ابوالکلام قاسمی ۱۰۹ اس وقت علی گڑھ سے باہر ہیں، توقع ہے کہ وہ واپسی کے بعد آپ کو مضمون روانہ کر دیں گے۔ علی گڑھ کے لوگوں کے ان پانچ مضامین سے یقین ہے آپ کی ریسرچ اسکالر فائدہ اٹھا کر اپنا مقالہ مکمل کر لے گی۔

رفاقت علی صاحب سے ملاقات ہو تو ان سے کہیے کہ وہ جناب محمد عالم مختار حق صاحب ۱۱۰ سے دہلی آنے سے پہلے ان سے [کذا] مل لیں اور اگر وہ میرے لیے کوئی کتاب/خط دیں تو لیتے آئیں اور اس سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ یہاں آئیں تو مجھ سے رابطہ پیدا کریں اور خطوط یا مطبوعات دوں تو وہ انھیں پہنچا دیں۔ امید [ہے] آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

جناب سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب

شعبۂ اُردو، اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب:۲۷

علی گڑھ

۳رجولائی ۱۹۹۹ء

محبی سیّدرفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مورخہ ۳۰رجنوری کا کرم نامہ جو ہندستان آنے والے آپ کے ایک مہربان ۵ ماہ کے بعد آپ کو واپس کر گئے تھے، آپ کا دوبارہ بھیجا ہوا، جس کی پشت پر آپ نے ۲۷رجون کو چند سطریں بھیج دی ہیں، آج بلکہ ابھی چند منٹ پہلے موصول ہوا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلوب صاحب پر چار مضامین میرے بھیجے ہوئے آپ کو مل گئے ہیں اور اس کی اطلاع آپ مجھے دے چکے ہیں۔

نہیں صاحب! حاشاوکلاّ آپ کی طرف سے کوئی [رسید] کل تک موصول نہیں ہوئی اور میں برابر انتظار بلکہ تردد میں رہا کہ یہ تحریرات آپ کو ملیں یا نہیں۔ یہ خط بھی آپ نے کسی ایسے صاحب کی معرفت روانہ کیا ہوگا جو چار پانچ ماہ کے بعد آپ سے مل کر معذرت کریں گے کہ آپ کا خط علی گڑھ نہ بھیجا جا سکا۔ یہ خط جو ابھی ملا ہے، اس کے بھیجنے والے ابھی کچھ کم فہیدہ اور دانش ور نہیں، انھوں نے ''بہ نظرِ احتیاط'' اسے بیرنگ کر کے بھیجا ہے یعنی صرف دو روپے کے ٹکٹ لگائے ہیں، اب یہ دو روپے کا بیرنگ ہو گیا ہے، اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ خط یقینی طور پر پہنچ گیا۔ اُن کا لفافہ واپس بھیج رہا ہوں کہ آپ اُن کی تحریر پہچان کر انھیں اطلاع دے دیں کہ ہندستانی لفافہ [لفافے] پر تین روپے کے ٹکٹ لگتے ہیں۔ جو مضامین آپ کو بھیجے ہیں، انھی سے بھرپور کام لیجیے۔ ابوالکلام قاسمی بھیج دیں تو بھیج دیں ان کی مصروفیات کی بنا پر مجھے زیادہ توقع نہیں۔ احباب کی خیریت بھیج کر آپ نے شاد کام کیا۔ اُمید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

مکتوب:۲۸

باسمہٖ

۹ردسمبر ۱۹۹۹ء

مکرّمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

آج نذر وحید قریشی اور ''تفہیم و تجزیہ''۱۱ کے دو نسخے ملے۔ ممنون ہوا۔ تفہیم کا دوسرا نسخہ اسلوب صاحب کو بھجوا دیا۔ کتاب معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری حسن سے بھی آراستہ ہے۔ ''اُردو میں ادبی تحقیق'' ابھی پڑھ گیا۔ آپ نے اساطینِ تحقیق میں مجھ ناچیز کا بھی ذکر فرمایا ہے؛ یہ آپ کی محبت ہے، جس کے لیے ممنون ہوں۔

میرے ایک ہندستانی، پاکستانی ثم امریکی دوست عبدالوہاب سلیم صاحب۱۲ بڑا اچھا علمی ذوق رکھتے ہیں اور کتابوں کے جمع وحصول پر بہت خرچ کرتے ہیں۔ سفرنامۂ حجاز اور دوسرے سفرناموں سے ان کی خاص دل چسپی ہے۔ ایسا اچھا ذخیرہ شاید ہی آپ کے یہاں کسی فردِ واحد کا ہو۔ نایاب کتابوں کے عکس بنوا کر رکھتے ہیں۔ آپ کبھی نیویارک جائیں تو اُن سے

ضرور ملیں۔ میرا یورپ کا سفرنامہ آپ کو یاد ہوگا ''نقوش'' میں ۱۹۵۶ء میں چھپا تھا، انھیں معلوم ہوا تو اس کا عکس حاصل کیا۔ اب آپ کی کتاب میں اندلس کے سفرنامے دیکھا تو فوراً اس کا عکس بنوالیا۔ اب آج کی ڈاک تو نکل گئی، کل وہ مضمون امریکہ روانہ ہو جائے گا۔

(آپ بھی اسپین کو ''سپین'' لکھتے ہیں؟ کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے، حالانکہ لوگ کہتے ہیں یہی صحیح ہے۔) آپ کے مضمون میں کئی سفرنامے ایسے ہیں کہ یہی نہیں کہ میں نے پڑھے نہیں بلکہ ان کے نام بھی آپ کے مضمون سے معلوم ہوئے۔ سلیم صاحب آپ کا مضمون پڑھ کر بہت خوش ہوں گے۔ ''اندلس کے سفرنامے'' کی طرح حرمین شریفین کے سفرناموں پر موقع نکال کر ایک مضمون ضرور لکھیے، ضرورت ہو تو اس سلسلے میں ان سے خط کتابت کیجیے، ان کا پتا لکھتا ہوں:

Abdul wahhab khan Salim,
1802-53 st Apt B-7,
Brooklyn, New york 11204,USA.

تحسین فراقی صاحب کو خط لکھیے تو میرا سلام کہیے۔ والسلام

مختارالدین احمد

مکتوب: ۲۹

باسمہ

۲۰ ر ستمبر ۱۹۹۹ء

ہاشمی صاحب مکرم! السلام علیکم۔

مورخہ ۷ ار ستمبر ڈاکٹر عبدالحق صاحب ۱۳ کی معرفت آج ۳۰ ر کو ابھی ملا۔ مشفق خواجہ صاحب کو ایک رجسٹرڈ پیکٹ بھیج رہا ہوں، اسی میں آپ کے نام چند سطریں لکھ کر رکھ رہا ہوں کہ جلد آپ کو جواب پہنچ جائے۔

اسلوب صاحب سے میں نے آپ کی خواہش کا اظہار کر دیا تھا کہ خاندانی حالات، اساتذہ وغیرہ پر بھی معلومات بھجوائیے بلکہ اپنے عزیزوں سے لکھوائیے۔ لیکن کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا۔ اب جو کچھ میں نے بھیجا ہے، اس سے کام لے کر کتاب مرتب کرا دیجیے۔ یہ پہلی کتاب ہے آخری نہیں ہے۔ خوشی ہوئی کہ آپ لوگ چار پانچ یادگاری کتابیں شائع کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے: نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن۔ میں اس سلسلے میں جو کچھ ممکن ہو سکا، کروں گا۔ لیکن آپ لوگ ستم کرتے ہیں کہ آف پرنٹ تک نہیں دیتے۔

نذر وحید قریشی اگر خواجہ صاحب نہ بھیجتے تو شاید لاہور سے تو اب تک موصول نہیں ہوتی۔ ایک صاحب پڑھنے لے گئے ہیں، میرے پاس آج کل نہیں۔ مضمون نگاروں کو معاوضہ نہ دیجیے، کتاب کے کچھ نسخے اور دس بیس آف پرنٹس تو دیا کیجیے۔ لکھنے کو تو میں نے یہ آپ کو لکھ دیا لیکن آپ کی مشکلات بھی جانتا ہوں۔ بہر حال شیرانی، سیّد عبداللہ اور عبادت بریلوی مرحومین کے مجموعوں کے لیے تو ضرور کچھ بھیجوں گا۔ موقع ہوا تو وقار عظیم صاحب ۱۴ والی کتاب کے لیے بھی۔ سجاد باقر مرحوم ۱۵ سے میں زیادہ واقف نہیں، ایک آدھ بار کی ملاقات یاد آتی ہے۔ ہاں! اورینٹل کالج کا سُنا ہے (رات ڈاکٹر نذیر احمد کہہ رہے تھے) کہ سیّد عبداللہ نمبر شائع ہوا ہے، یہ ''فوراً سے پیش تر'' بھیج دیجیے۔

ڈاکٹر زاہد عامر صاحب کو ڈاکٹریٹ کی مبارک باد دیجیے۔ تحسین فراقی صاحب کو ہسپانیہ کا سفر مبارک ہو۔ دل چاہتا ہے کہ وہ مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام ذاکر صاحب کے خطوط ایک نظر دیکھ لیتے۔ مجھے ناشر نے نو نسخے دیے تھے، فوراً تقسیم ہو گئے۔ ایک نسخہ اپنے کرم فرما (جو مجھے پاکستان سے کتابیں بھیجتے رہتے ہیں اور بہت محبت فرماتے ہیں) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب مکتبۂ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور کو بھیجا تھا، اس فرمائش کے ساتھ کہ اسے ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب کو دکھا دیجیے گا، شاید انھیں موقع نہ مل سکا۔ اب آپ ان سے لے کر یہ کتاب انھیں دکھا دیجیے۔ آپ کے دونوں دوست ہیں۔

آپ کے مجموعوں کے لیے یہاں کے احباب سے مضامین لکھوانے کی کوشش کروں گا لیکن یہ یاد رکھیے کہ یہاں ایوانِ غالب کے دونوں مجموعۂ مضامین جو کہ فخر الدین علی احمد اور قاضی عبدالودود کی یاد میں مرتب ہوئے ہیں، ہر مضمون نگار کو دو دو ہزار پیش کیے گئے ہیں۔ آپ لوگ کتاب کے دو چار نسخے اور آف پرنٹس ہی کا اہتمام کر دیں۔ بہ ہر حال میں تو بغیر کسی فرمائش اور شکرانے [کے] آپ کے لیے مضمون لکھوں گا، اطمینان رکھیں۔ اسلوب صاحب کو لکھیے کہ آپ پانچ مضامین پانچ مجموعوں کے لیے لکھ کر بھیج دیں، میں بھی ان سے کہوں گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۳۰

باسمہ

۱۳؍ مئی ۲۰۰۰ء

مکرمی سیّد رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

آپ نے کئی ماہ پہلے لکھا تھا کہ متعدد مرحوم اہلِ قلم پر آپ یادگار نامے مرتب کر رہے ہیں۔ لطفاً فرمایئے کہ فی الحال کن اساطینِ ادب پر مجموعے مرتب ہو رہے ہیں؟ پہلے کن حضرات کی یاد میں یہ تذکاری کتابیں شائع ہو رہی ہیں اور کب تک؟

۲۔ عرصہ ہوا جرنل ۱۶!! اور تحقیق کے شمارے موصول نہیں ہوئے۔

۳۔ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ڈاکٹر سیّد عبداللہ مرحوم کی یاد میں ''اورینٹل کالج میگزین'' کا کوئی خاص شمارہ شائع کیا ہے، اس میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں ان کا ایک طویل فارسی خط اُردو ترجمے کے ساتھ چھپا ہے۔ اس کی انھیں ضرورت ہے، براہِ کرم یہ شمارہ بھجوا دیجیے۔ یہ ممکن نہ ہو تو اس مضمون کی زیروکس کاپی عنایت کیجیے۔ اگر براہِ راست بھیجنے میں تاخیر کا خدشہ ہو تو اگر جناب محمد عالم مختارِ حق صاحب آپ سے ملیں تو انھیں دے دیجیے وہ جلد بھجوا دیں گے۔ امید [ہے] آپ مع الخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۳۱

باسمہٖ

۳۱؍ جولائی ۲۰۰۰ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی! السلام علیکم۔

آپ کے ۱۸؍ اور ۱۹؍ جولائی کے خطوط ملے، بہت مصروف ہوں اور بہت سے کام ادھورے پڑے ہوئے ہیں لیکن

آپ حافظ محمود شیرانی پر یادگار نامہ نکالیں اور میں اس میں شرکت نہ کروں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ان کی دل چسپی کے علمی موضوعات کا خیال رکھ کر مختصر سی تحریر سہی لیکن ضرور بھیجوں [گا] اور ان شا اللہ مقرر وقت کے اندر تاکہ آپ کو زحمت نہ ہو۔

لیکن بھائی آپ لوگ آف پرنٹس نہیں دیتے یہ بڑا غضب کرتے ہیں۔ جو طلب کرے، اس کے لیے ضرور تیار کرائیے۔ آسان شکل یہ ہے کہ اس کا مضمون طاق صفحات ۹، ۱۷، ۳۳، ۴۹ وغیرہ سے شروع کرائیے، آخر صفحہ پر اگر ضرورت پڑے تو ایک صفحے کا اشتہار اورینٹل کالج کا یا اس کی یا یونی ورسٹی کی مطبوعات کا دے دیجیے۔ یعنی اگر مضمون صفحہ ۱۵ پر ختم ہوتا ہو تو صفحہ ۱۶ پر نیا مضمون شروع نہ کرائیے، سادہ نہ رکھیں تو اشتہار دے دیں۔ یہ بعد کی منزل پہلے تو کتابت مکمل کرا لیجیے، پھر ترتیب کے وقت اس بات کا لحاظ کرنا ہے اور مطبع کو بیس پچیس کاغذ فاضل دینا ہے کہ ان صفحات کے اتنے فرمے فاضل چھپیں گے۔ یہ ناممکن نہیں، صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر اورنگ زیب صاحب کا مرسلہ ''سیّد عبداللہ نمبر'' پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی وساطت اور مولانا محمد عالم مختارِ حق کی توجہ سے مل گیا تھا اور یاد آتا ہے کہ میں نے رسید بھیج دی تھی۔

عبادت بریلوی اور سیّد عبداللہ مرحومین پر خصوصی شمارے کن حضرات کی ادارت میں مرتب ہو رہے ہیں، اطلاع دیجیے گا۔

ڈاکٹر افتخار صدیقی ۱۷ کی وفات کی خبر سے صدمہ ہوا، ان کی تو شاید عمر بھی زیادہ نہ ہوگی، اللہ مغفرت فرمائے۔ آپ کے یہاں کے اخبارات یہاں نہیں آتے، آپ نہ لکھتے تو بہت دن تک خبر نہ ہوتی۔ نیویارک سے ایک دوست کبھی کبھی ''جنگ'' کے ادبی ضمیمے ہوائی ڈاک سے بھیج دیتے ہیں۔ اس زمانے میں وہ عمرے کو گئے تھے اس لیے پاکستانی اور امریکہ کے اُردو اخبارات کے تراشے وہ نہ بھیج سکے۔

''مجلّہ تحقیق'' کا تازہ شمارہ ملا، خوب مرتب ہوا اور خوب چھپا ہے۔ کئی مضامین قابلِ مطالعہ ہیں۔ مولانا محمد مختارِ حق صاحب نے اس کے ساتھ ''توضیحات'' اور ''جہات'' بھی بھیج دی ہیں اور طالب علموں کا ایک رسالہ بھی، بہت شکر گزار ہوں۔

''جہات'' کے اکثر موضوعات میری دل چسپی کے ہیں انھیں آج دوپہر میں پڑھ گیا۔ زاہد منیر عامر صاحب کو اس کی اطلاع دے دیجیے کہ ان کی کتاب مل گئی، میرا شکریہ بھی ان تک پہنچا دیجیے۔ وہ ظفر علی خاں کے خطوط شائع کرنا چاہتے [تھے]۔ معلوم نہیں شائع ہوئے یا نہیں؟ ان کی موجودہ کتاب سے ان کی تصنیف ''میر سوز: سوانح اور شخصیت'' کا پتا چلا۔ یہ اگر چھپ گئی ہو تو ریاض خیر آبادی ۱۸ کا یہ مصرع پڑھنے کو دل چاہتا ہے:

وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

(آنکھیں دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب! وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے)

امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۳۲

باسمہٖ

۵/ دسمبر ۲۰۰۰ء

محبی سیّد رفیع الدین ہاشمی! السلام علیکم۔

مکرمت نامہ مورخہ ۹/ اکتوبر ملا تھا پھر ڈاکٹر تحسین فراقی [کے] ذریعہ [ذریعے] آپ کے خطوط مورخہ ۱۳/ اکتوبر اور ۱۵/ نومبر موصول ہوئے، یاد فرمائی کے [لیے] ممنون ہوں اور تاخیر سے جواب کے لیے عفو خواہ۔

شیرانی اور صدیقی کے [کی] ان کتابوں کے لیے ضرور لکھوں گا جو آپ ان مرحومین کی یاد میں مرتب کر رہے ہیں۔ دوسرے مجموعوں کے لیے بھی کچھ نہ کچھ بھیجنے کی کوشش کروں گا لیکن اولیت آپ کے زیرِ ترتیب مجموعوں کو دوں گا۔ موضوعات کا انتخاب کر رہا ہوں اور خطوط کے ذخیرے بھی دیکھ رہا ہوں بہ ہر حال جلد ہی کچھ بھیجوں گا ان شا اللہ۔ ان دو مجموعوں کے لیے مضامین یا خطوط کا انتخاب اگر طویل ہو جائے جیسے بیس پچیس صفحے تو آپ کے لیے نا مناسب تو نہ ہوگا؟ آپ نجم الاسلام صاحب۱۹ کی طرح آف پرنٹس مہیا کریں گے، اس اطلاع سے خوشی ہوئی۔ دوسرے مجامیع کے مرتبین کون اصحاب ہیں؟ لکھیے گا۔ پروفیسر سید محمد سلیم کی رحلت کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ کیا وہ شکار پور میں مقیم تھے؟ میں جب ان سے واقف ہوا تو وہ اچھرہ، لاہور میں قیام پذیر تھے۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی تربت ٹھنڈی رکھے۔ جی ہاں! ان کے دو ایک خط ہیں مجموعے کے لیے بھیج دوں گا۔ لاہور کے اخباروں یا رسائل میں ان کے بارے میں کچھ چھپا ہو تو اس کی عکسی نقل بھیج دیجیے۔

سیّد یوسف الدین احمد بلخی پر میرا مضمون آپ نے پڑھ لیا؟ ستمبر کے ''قومی زبان'' میں دو بلخی برادران پر میری تحریر نظر سے گذری ہوگی۔ ''خدا بخش جرنل'' کہیں مل جائے تو مکتوباتِ محفوظ الحق بھی دیکھیے اور ان کے اسقام سے مطلع فرمائیے۔

مسعود عالم ندوی مرحوم پر آپ کا مضمون کہاں اور کب چھپا ہے؟ بھائیوں کی طرح محبت کرتے تھے مجھ سے۔ جس زمانے میں وہ خدا بخش لائبریری میں فہرست نگار تھے۔ تقریباً روزانہ ملاقات ہوتی تھی۔ ۱۹۴۳ء میں علی گڑھ آنے لگا تو نواب صدر یار جنگ کے نام انھوں نے ایک تعارفی خط لکھ کر دیا۔ اس کی نقل کہیں ہوگی، آپ کو بھیج دوں گا۔ ''ارمغان شیرانی'' اور ''سرمایۂ افتخار'' دونوں اچھے نام ہیں۔

ڈاکٹر تحسین فراقی ہندستان آئے، آٹھ دن رہ کر چلے گئے، افسوس کہ ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ میں دہلی نہ پہنچ سکا اور وہ علی گڑھ نہ آسکے۔ وہ مجھ سے کچھ ناراض ہوں گے، خیال تھا کہ ان سے مل کر انھیں منالوں گا۔ سید معین الرحمٰن صاحب بھی نا خوش ہیں، جو کچھ میں نے فراقی صاحب کو لکھا تھا، اسی قسم کی باتیں سید صاحب کو لکھی تھیں۔ کل کبیر احمد جائسی صاحب ملنے آئے تو ان کے ہاتھ میں سید صاحب کی غالب پر ایک تازہ کتاب تھی، ان کے علاوہ انھوں نے دو نسخے دو اور صاحبوں کے لیے بھیجے تھے، میرے لیے کوئی نسخہ نہ تھا۔

اسلوب صاحب بہ خیر ہیں۔ ''نقد و نظر'' کا موجودہ شمارہ کچھ تاخیر سے چھپا ہے، آپ کو بھیجا جا رہا ہے۔ مولانا محمد عالم مختار صاحب سے ملاقات ہو جائے تو ان سے کہیے بہت دنوں سے ان کا کوئی خط نہیں آیا ہے وہ توجہ فرمائیں۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' اور ''تحقیق'' کب تک شائع ہو رہا ہے [رہے ہیں] اس [ان] کے مرتبین کون ہیں؟ ڈاکٹر ذوالفقار حسین صاحب [غلام حسین ذوالفقار] کو بہ وقتِ ملاقات سلام کہیے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب تو حرمین شریفین میں ہوں گے، کب تک واپس آئیں گے؟ اگر محمد عالم مختار حق صاحب کو آپ ٹیلی فون کر سکے تو یہ اطلاع ضرور دے دیجیے کہ مصروفیات کی وجہ سے اب تک حکیم محمد موسیٰ صاحب۲۰ پر کوئی مضمون نہ بھیج سکا اور پرچہ پریس چلا گیا۔ ایک مختصر سی تحریر بھیجوں گا خصوصی شمارے میں شامل کر لیں۔ پیرزادہ صاحب تو لاہور سے باہر ہیں، مضمون محمد عالم صاحب کو بھیج دوں گا۔

کیا ذاکر صاحب کے خط [خطوط] کی جلد چہارم آپ کو ملی؟ تیسری جلد میں نے بھیجی تھی یا آپ کو یا تحسین فراقی صاحب کو کہ وہ سارے خطوط مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام تھے، جن سے وہ خاص عقیدت رکھتے ہیں۔

محمد کاظم صاحب (انجینیر)۱۲۱لا ہور میں رہتے تھے، شیخ منظور الٰہی کے یہاں ایک دعوت میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔معلوم ہوا علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں اور میرے معاصر۔وہ طالب علمی کے زمانے میں امیر نشاں کوٹھی میں رہتے تھے،جس کے قریب میں نے اپنا مکاں ناظمہ منزل بنالیا ہے۔خط لکھنے میں پابند تھے۔ایک خط میں انھوں نے لکھا تھا کہ وہ لاہور سے کچھ دوروثہ[کذا] اپنی کوٹھی بنارہے ہیں۔پھران کا کوئی خط نہیں آیا۔شیخ صاحب نے اطلاع دی کہ ان کی بیگم وفات پاگئیں ہیں، میں نے لاہور کے پتے پر تعزیت کا انھیں خط لکھ دیا تھا، جواب نہیں آیا،ان کا پتا معلوم ہو سکے تو لکھیے گا۔

منیر الدین احمد (جرمنی) کی ''حدیثِ یاراں'' (خطوط بہ نام ہمدانی) کہاں اور کس ادارے سے چھپی ہے؟ میں سمجھتا تھا پاکستان سے شائع ہوئی ہے لیکن شیخ منظور الٰہی صاحب[نے] استدلالاً لکھا ہے کہ دہلی سے شائع ہوئی ہے۔علی گڑھ، دہلی میں بہت تلاش کیا کتاب نہیں ملی۔اگر آپ کی نظر سے یہ کتاب نہ گزری ہو تو کسی سے پوچھ کر مقام وسالِ اشاعت لکھیے۔'' کتاب نما'' میں بھی اس کا ذکر نہیں ملا۔

''سیارہ'' کیا اب بھی شائع ہورہا ہے؟ بہت دنوں سے نہیں آیا۔اب اس کے مہتمم کون ہیں؟ اس کے ایک مضمون نگار پروفیسر محمد عمر حیات خان غوری ہیں۔کیا آپ ان سے واقف ہیں؟ اس کے نام کے ایک صاحب ۴۸۔۱۹۴۷ء میں بی اے [میں] میرے ہم درس تھے،میرا خیال ہے یہ وہی ہیں۔ان کا پتا معلوم ہو تو لکھیے گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

[پس نوشت]: اس طویل خط سے کچھ تو میری کوتاہ قلمی کی تلافی ہوگئی ہوگی۔مولانا مہر کے پچیس تیس یا اس سے کچھ زائد خطوط میرے اور ہندستانی احباب کے نام میرے پاس محفوظ ہیں،آپ لوگوں کے زیرِ ترتیب کسی مجموعے میں آجائیں تو اطلاع دیجیے۔کس مجموعے میں مناسب رہیں گے؟ شرط یہی ہے کہ کچھ آف پرنٹس آپ مہیا کریں گے اور کچھ کے کاغذ وغیرہ کے دام میں ادا کر دوں گا۔امید[ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔رفقائے شعبہ کو سلام کہیے۔

مکتوب:۳۳

باسمہٖ

۲۸ر دسمبر ۲۰۰۰ء

مجی !السلام علیکم۔

آج ہمارے ہاں عید ہے،آپ کے یہاں شاید کل ہوگئی ہوگی، تہنیت قبول فرمایے۔ایک خط لکھ کر مضامین بھیجنے کا وعدہ کر چکا ہوں۔شیرانی نمبر کے لیے مضمون ایک ہفتے میں بھیج دوں گا۔پندرہ بیس صفحوں کا ہوگا۔بہت زیادہ دیر تو نہیں ہوگئی؟ کچھ عکس بھی بھیج رہا ہوں تحریروں کے، یہ ضرور شائع ہوں۔دوسرا مضمون بھی جلد ہی بھیجوں گا افتخار صدیقی مرحوم والے مجموعے کے لیے۔امید[ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۳۴

باسمہٖ

۱۳ارجنوری۲۰۰۱ء

محبی ڈاکٹر ہاشمی صاحب!السلام علیکم۔

مضمون بھیجنے کی فرمائش اس ہفتہ [ہفتے] پوری نہیں کر سکا، معذرت خواہ ہوں۔ اگر آپ اخبارات پڑھتے ہوں یا ریڈیو سنتے ہوں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ہفتہ بل کہ عشرہ پنجاب، دہلی اور مغربی یو پی کے لیے بڑا سخت گزرا۔ یہ پورا علاقہ سخت کہر اور ٹھنڈ کی لپیٹ میں ہے۔ بجلی بھی غائب ہوتی رہتی ہے۔ لاہور کا حال بھی کم و بیش یہی ہوگا۔ بہ ہر حال کچھ اور مہلت دے دیجیے، سردی کی لپیٹ سے نکل جاؤں تو مضمون مکمل کر کے بھیج دوں۔ آپ کے احباب یہاں بہ خیر ہیں۔ رفقائے شعبہ کو سلام کہیے اور سالِ نو کی مبارک آپ کو بھی اور انھیں بھی۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۳۵

باسمہٖ

۱۳ارفروری۲۰۰۱ء

مکرمی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب!السلام علیکم۔

مؤرخہ ۳۰رجنوری و مرسلۂ ۷رفروری ابھی موصول ہوا۔ آپ کے خط آجانے سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ارمغانِ شیرانی کے لیے جو زیرِ تحریر مضمون ایک جگہ پر رُک گیا تھا اور آرام طلبی نے یہ بہانہ سوچ لیا تھا کہ اب تو دیر ہوگئی ہے اور آپ نے مضامین مرتب کر کے پریس کو بھیج دیے ہوں گے، اب دو چار دن کے بعد اسے پھر ہاتھ میں لوں گا اور مضمون مکمل کر کے آپ کو بھیج دوں گا۔ شیرانی مرحوم کی مناسبت سے اس مضمون کے ساتھ پان سات یا آٹھ دس تحریروں کے عکس شائع ہونے ہیں، اُن کے لیے تیار رہیے۔ اگر اُن کے بلاکس بنوا کر چھاپیں تو کیا کہنا، یہ ممکن نہ ہو اور اخراجات بڑھ رہے ہوں تو پھر ان عکوس کی معمولی طباعت پر اکتفا کریں۔

''ارمغانِ صدیقی'' کے لیے بھی کچھ بھیجوں گا، کچھ توقف کے بعد اور تحسین فراقی اور عالم گیر صاحبان کے زیرِ ترتیب ''ارمغانِ سیّد عبداللہ'' کے لیے بھی ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ ضرور بھیجوں گا۔ ''خطوطِ مودودی'' کے نئے اڈیشن کا انتظار رہے گا۔ مسعود عالم مرحوم کے خط کی نقل بھیجوں گا۔ اسلوب صاحب کو اطلاع دوں گا کہ ''نقد و نظر'' کا حالیہ شمارہ آپ لوگوں کو نہیں پہنچا۔ انھوں نے سہیل احمد خاں صاحب ۱۲۲ہی کو بھیجا ہوگا۔ ''افکارِ معلم'' کے سلیم نمبر کا انتظار رہے گا۔ حیرت ہے کہ ذاکر صاحب کے خط [خطوط] کی تیسری اور چوتھی جلد آپ کو کیوں نہیں پہنچی۔ اپنا ذخیرہ ایک بار اور ذرا دیکھ لیجیے، یہ جلدیں نہ ملی ہوں تو میں کتب خانۂ خدا بخش سے منگوا کر بھیج دوں گا۔

رشید حسن خاں صاحب کو آپ کا خط بھیج رہا ہوں۔ فراقی صاحب، اورنگ زیب عالم گیر صاحب، عامر صاحب اور شعبے کے دوسرے احباب کو میرا سلام پہنچایئے۔ اُمید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۳۶

باسمہٖ

یکشنبہ

۴؍مارچ ۲۰۰۱ء

مکرم بندہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

موسمی علالت کا شکار ہو گیا ہوں، جس کی وجہ سے کام رُک گیا ہے۔ مضمون جلد ہی مکمل کر کے بھیج دوں گا۔

''تذکرۂ معراج الخیال'' از عبرتی عظیم آبادی کی عکسی نقل مطلوب ہے۔ مولانا محمد عالم مختارِ حق صاحب کو اس کے عکس بنوانے میں زحمت ہو رہی ہے۔ یونی ورسٹی کا کوئی استاد عکس طلب کرے تو اربابِ حل وعقد جلد عکس کی اجازت دے دیتے ہیں۔ آپ وہاں موجود ہیں تو پھر تردّد کی کیا بات ہے۔ بہ راہِ کرم لائبریری [لائبریرین] صاحب کو ایک درخواست اپنی طرف سے دے کر اجازت حاصل کر لیجیے اور جلد اس تذکرے کا عکس بنوا دیجیے اور مجھے فون کیجیے۔ عکس کی اُجرت مولانا ادا کریں گے اور پیرزادہ صاحب اس کا پیکٹ بنوا کر مجھے بھیج دیں گے۔ لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب آپ توجہ فرمائیں گے۔ نسخۂ پنجاب یونی ورسٹی کا عکس میرے پاس موجود ہے، یہ مشفق خواجہ صاحب کا عطیہ ہے لیکن یہ عکس بہت واضح نہیں، کس واسطے کہ خواجہ صاحب نے بہ ظاہر اپنے مملوکہ عکس سے اس کا عکس بنوایا ہے۔ آپ اصل نسخے سے زیروکس کاپی بنوائیں گے تو عکس بہت واضح آئے گا۔

یہاں ۲۴؍اور ۲۵؍فروری کو شعبۂ اُردو نے آل احمد سرور دو روزہ قومی سیمی نار منعقد کیا تھا۔ سیّد حامد صاحب۱۲۳ اور شمس الرحمٰن فاروقی صاحب۱۲۴ نے خطبے پڑھے۔ ایک نے خطبۂ صدارت اور دوسرے نے کلیدی خطبہ، دونوں خوب تھے۔ آپ کی سرور صاحب سے دل چسپی ہو تو میں بھیج دوں۔ دہلی، لکھنؤ اور بعض دوسرے مقامات سے مندوبین آئے تھے، ان کے مقالات ڈاکٹر اصغر عباس صاحب۱۲۵ صدرِ شعبۂ اُردو مرتب کر کے شائع کرنے والے ہیں۔ رفقائے شعبہ کو میرا سلام پہنچے، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار صاحب کو بھی کہ وہ بہت یاد آتے ہیں۔ ایک مضمون علالت کے باوجود تمام ہوا، اب تبییض کی منزل میں ہے۔ والسلام

مخلص

مختار الدین احمد

مکتوب:۳۷

باسمہٖ

۷؍جولائی ۲۰۰۱ء

ہاشمی صاحب! سُرور صاحب کے سلسلے کے دونوں کتابچے حسبِ فرمائش حاضرِ خدمت ہیں۔ تاخیر کی پاداش میں دو مزید کتابچے بھیج رہا ہوں اور عفو خواہ ہوں۔ اس امر سے آپ کو یہ تو اندازہ ہو ہی جائے گا کہ میں آپ کو اور آپ کی فرمائشوں کو بھولا نہیں ہوں۔ مضمون بھی جلد پہنچے گا ان شاء اللہ۔ طویل مضمون ناتمام چھوڑ کر ایک مختصر مضمون شروع کیا ہے، جلد ہی بھیجوں گا۔ جہاں آپ نے اتنے دن انتظار میں گزارے چند دن اور سہی۔

چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تحریر ہو جو یادگار نامۂ شیرانی کے لائق ہو۔ پیرزادہ صاحب ۱۲۶ اور مولانا محمد عالم مختارِ حق صاحب سے آپ کی خیر وعافیت معلوم ہوتی رہتی ہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۳۸

باسمہ

۶/ اکتوبر ۲۰۰۱ء

بھائی! آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ بہت تاخیر ہوئی، تعمیلِ حکم میں۔ اب مضمون ایک جگہ آ کر رُک گیا ہے، نہ قلم چلتا ہے نہ مضمون آگے بڑھتا ہے۔ ناچار آپ کے مدتوں زیرِ ترتیب مجموعوں کے لیے دو مضامین لکھے ہوئے، بہت صاف ستھری تحریر میں بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں غیر مطبوعہ ہیں، آپ یہ نہ سمجھیں کہ کسی رسالے میں یہ چھپ چکے ہیں۔ یہ دونوں مضامین نجم الاسلام مرحوم کے رسالہ ''تحقیق'' کے زیرِ ترتیب شمارے (۱۴) کے لیے لکھے تھے۔ انھوں نے کمپوز کرائے۔ دوبار پروف پڑھ کر آخری بار مجھے بھیجا تھا کہ ایک نظر میں بھی ڈال لوں کہ وہ جوارِ رحمت میں چلے گئے اور اب جیسا کہ وہاں سے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب قبلہ ۱۲۷، رفیق احمد خاں ۱۲۸ اور مشفق خواجہ کا اندازہ ہے، ''تحقیق'' کی اشاعت کی بالکل توقع نہیں۔ یہ مضامین ان کے شعبے یا تحقیق کے دفتر سے تو مل نہیں سکتے تھے۔ اتفاق سے پروف پڑھنے کے لیے مرحوم سے مجھے بھیج دیے تھے، اس لیے محفوظ رہ گئے۔ اس کا مسودہ بھی اب میرے پاس نہ تھا۔ بہ ہر حال اب انھیں آپ بلا تکلف چھاپیے۔ آپ کے کاتب کو مسودہ پڑھنے کی زحمت سے میں نے بچا دیا ہے۔ پھر بھی آپ پروف توجہ سے پڑھیں اور بعد کو مجھے بھی بھیج دیں۔ بہ راہِ کرام رسید کی دو سطریں فوراً بھیج دیں۔

زاہد منیر عامر صاحب کی کتاب ''لمحے کی روشنی'' مل گئی ہے۔ ایک نسخہ کتب خانہ آزاد کو آج ہی بھیجی گئی [بھیجا گیا]۔ رفاقت علی شاہد صاحب کا رسالہ ''نوادر'' ۱۲۹ ملا۔ اسلوب صاحب، عبدالحق صاحب اور خورشید صاحب [۱۳۰] کو ان کے نسخے دے دیے گئے۔ کل اسلوب صاحب آئے تھے، ''نقد و نظر'' کا نیا شمارہ چھپ گیا ہے، آپ کو آج انھوں نے بھیج دیا ہوگا۔

والسلام

مختار الدین احمد

ڈاکٹر سیّد رفیع الدین ہاشمی
اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب: ۳۹

باسمہ

یکم نومبر ۲۰۰۱ء

محبی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

۸/ اکتوبر کو ''منتخب القوافی'' از عشقی اور ''رسالہ قافیہ'' از جوشش پر دو مضمون ہوائی رجسٹری سے پیرزادہ فاروقی

صاحب کو بھیجا تھا [بھیجے تھے] اور ان سے درخواست کی تھی کہ یہ مضامین فوراً آپ کو بھیج دیے جائیں۔ آپ کے نام کے خط میں تصریح کر دی تھی کہ یہ دونوں مضامین آپ کے زیر ترتیب دونوں مجموعۂ مضامین کے لیے ہے [ہیں] ایک شیرانی مرحوم کے مجموعے کے لیے لے لیجیے اور دوسرا دوسرے مجموعے کے لیے۔

۲۲، ۲۳ دن گزرنے پر بھی آپ کی طرف سے نہ کوئی اطلاع ان مضامین کے ملنے کی آئی، نہ پیرزادہ صاحب کے خط میں ان کا کوئی ذکر ہے، اس لیے سخت تشویش ہے۔ میں نے لکھ دیا تھا کہ یہ دونوں مضامین غیر مطبوعہ ہیں۔ یہ نجم الاسلام صاحب کے رسالہ ''تحقیق'' کے آئندہ شمارے کے لیے لکھے اور کمپوز کیے گئے تھے۔ بقول ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب، اب فی الحال ''تحقیق'' کے شائع ہونے کا امکان نہیں۔ مشفق خواجہ صاحب نے کچھ مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ ویسے بھی اب جب نجم الاسلام صاحب ہم میں موجود نہیں، یہ مضامین وہاں شائع کرانا نہیں چاہتا۔ وہ ہر بات کا خیال رکھتے تھے۔ بہ راہ کرم صورت حال سے مطلع فرمائیں اور اپنی خیر و عافیت بھی لکھیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۴۰

باسمہٖ

عمان

۶ر اگست ۲۰۰۲ء

مکرمی سید صاحب! السلام علیکم۔

میں ۳ کو موسستہ آل الست الفکر الاسلامی (سابق المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیہ) کے بارھویں اجلاس میں شرکت کے لیے ۳ر اگست [کذا] کو عمان پہنچا اور ان شاء اللہ ۷ر کی شب کو دہلی کے لیے روانگی ہے۔ جسٹس جاوید اقبال اور ڈاکٹر ظفر الحق انصاری صاحب سے خوب ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔

مجھے کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ جو دو یادگار نامے آپ مرتب کر رہے تھے، وہ شائع ہوئے یا نہیں۔ آپ کے شعبے کے رسالے کے لیے جو آپ کی ادارت میں نکلنے والا تھا، ایک مضمون آپ کی فرمایش پر بھیج دیا تھا۔ رسالہ شائع ہوا یا نہیں؟

رسالے اور کتابیں اور مقالات برابر مل رہے ہیں، خطوط بھی۔ خط لکھیے اور کتب و رسائل بھی بھیج سکتے ہیں۔ ''اخبار اردو'' (اسلام آباد) ۱۳۱ پابندی سے ہر ماہ آ رہا ہے اور اس کا ایک ضخیم نمبر تو سادہ ڈاک سے آ گیا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، عامر زاہد صاحب اور شعبے کے دوسرے احباب کو سلام کہیے۔ تاثیر مرحوم ۱۳۲ پر تھیس کی رپورٹ عرصہ ہوا بھیج دی تھی۔ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

ڈاکٹر سیّد رفیع الدین ہاشمی
شعبۂ اُردو، اورینٹل کالج، لاہور

مکتوب:۴۱

باسمہٖ

علی گڑھ

۳۰/اگست ۲۰۰۲ء

محبی سید رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

آپ نے تو آخری مضمون کی رسید بھی نہیں بھیجی۔ تردّد رہا کہ آپ کو ملا یا نہیں۔ اب ''بازیافت'' ۱۳۳؎ کے نسخے آئے تو معلوم ہوا مضمون مل گیا تھا۔ سبحان اللہ! کیسا باوقار علمی رسالہ آپ نے مرتب کیا ہے اور کیسا خوب صورت چھپوایا ہے کہ رشک آتا ہے۔ بہت اچھے اور مفید مضامین ہیں۔ تحسین صاحب اور آپ کے مضامین پہلے پڑھے، دونوں خوب ہیں۔ یاد آتا ہے کہ اس طرح کی کچھ نصاب کی کتابیں ڈاکٹر محمد اقبال اورینٹل کالج لاہور ۱۳۴؎ سے بھی لکھوائے گئے تھے [لکھوائی گئی تھیں] جو علامہ اقبال سے منسوب ہوگئے تھے [کذا]۔ لیٹنر ۱۳۵؎ پر اکرام چغتائی صاحب ۱۳۶؎ کا مضمون بہت کام کا ہے، ان سے لکھواتے رہیے۔ بہت اچھے تحقیقی مضامین لکھتے ہیں۔ احمد علی ۱۳۷؎ کے ناول پر مضمون توجہ سے لکھا گیا ہے میں نے شوق سے پڑھا۔ دن کے کام اور اپنی روزانہ مصروفیات سے فارغ ہوا تو شب کو بستر پر لیٹ کر رشید حسن خاں صاحب کی تحریر پڑھنی شروع کی۔ بہت لطف آیا۔ آپ نے خوب کیا کہ اسے چھاپ دیا۔ کچھ نئی باتیں معلوم ہوئیں ان کے بارے میں۔ ۱۳۸؎ آج کل طبیعت اُن کی کچھ ناساز ہے ،اللہ انھیں جلد صحت بخشے۔

آپ نے ''ارمغانِ شیرانی'' کیوں نہیں بھجوائی، جلد توجہ کیجیے۔ ''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی'' کا کام کس منزل میں ہے؟ اس کے لیے حسبِ وعدہ کچھ بھیجوں گا اور دوسری یادگاری کتابوں کے لیے بھی کچھ لکھنے کی کوشش کروں گا، ان شاء اللہ۔ امید [ہے] آپ بہ خیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

مکتوب:۴۲

باسمہٖ

علی گڑھ

۱۸/اکتوبر ۲۰۰۳ء

مکرّمی پروفیسر ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکتوب ۳۰/ستمبر ۷/اکتوبر کو ملا۔ ''رسالۂ مکّیہ'' کی عکسی نقل کے بارے میں فوراً ڈاکٹر صدیقی سے رابطہ پیدا کیا۔ معلوم ہوا لائبریرین تعاون کر رہے ہیں، پھر یاددہانی میں نے کرائی۔ اب معلوم ہوا، بحمدہٖ نقل تیار ہوگئی ہے اور آپ کو بھیجی جا رہی ہے۔ بحمدہٖ یہ کام انجام پا گیا ہے۔ خدا کرے وہ کتاب جلد شائع ہو جائے۔ خوشی ہوئی کہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آپ کا تعلق شعبۂ اُردو سے قائم ہے اور آپ برابر وہاں جا کر لیکچر دے رہے ہیں۔ اپنے علمی کاموں سے مطلع کرتے رہیں اور مجھے ممنون کریں۔

''ارمغانِ شیرانی'' ملا لیکن بہت عرصے کے بعد۔ حسنِ ترتیب قابلِ تعریف ہے۔ ''بازیافت'' بھی مل گیا تھا، رسید فراقی صاحب کو بھیج دی تھی، اب آئندہ شمارہ یعنی ۳ تو بہت دنوں کے بعد شائع ہوگا۔ فراقی صاحب سے پوچھ کر لکھیے کہ نئے شمارے میں میرا کون سا مضمون چھپنے والا ہے۔ عنوان سے اطلاع دیں کہ میں کہیں اور نہ چھپواؤں۔ ''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی'' کے لیے بھی غالباً میرا ایک مضمون آپ کے پاس ہے، کون سا مضمون ہے؟ یہ ارمغان جلد شائع کیجیے۔ ۱۳۹برسوں سے ''اورینٹل کالج میگزین'' اور رسالہ ''تحقیق'' نہیں آیا؛ توجہ فرمائیے۔ رفقائے شعبہ کو سلام کہیے۔ اپنے مضامین کے آف پرنٹس بھیج دیا کیجیے۔

خیر طلب

مختار الدین احمد

مکتوب:۴۳

باسمہ

علی گڑھ

۱۳ر دسمبر ۲۰۰۳ء

محبی رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

نظیر صدیقی کے خطوط اگر آپ کو ملے تو آپ نے رسید بھیج کر مجھے شاد کام نہیں کیا۔ بہ ہر حال دوبارہ بھیج رہا ہوں۔ ظفر صدیقی صاحب نے کئی ہفتہ [ہفتے] پہلے مطلوبہ کتاب کی فلم آپ کو بھیج دی ہے، مل گئی ہوگی۔ وحید قریشی صاحب کی خیر وعافیت لکھیے، ان کی اور مشفق خواجہ صاحب کی علالت کا حال سُن کر تردّد ہوا۔ مولا تعالیٰ میرے دونوں دوستوں کو صحتِ عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے۔ دل چاہتا ہے کہ نظیر صدیقی کے خطوط کا ایک نسخہ ان تک پہنچ جائے، بھیج رہا ہوں۔

خط لکھتے رہیے اور اپنے علمی کوائف سے مطلع کرتے رہیے۔ جو یادگار نامہ آپ مرتب کررہے ہیں، وہ کب تک زیورِ طبع سے آراستہ ہوگا؟ اُس کے لیے میرے کس موضوع [مضمون] کا آپ نے انتخاب کیا ہے؟ یاد آتا ہے، سیّدعبداللہ مرحوم کے خطوط میں نے آپ لوگوں کو بھیجے تھے، رسید نہیں آئی۔ عید اور نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۴۴

باسمہ

۱۴ر جولائی ۲۰۰۴ء

ہاشمی صاحب مکرّم! السلام علیکم۔

''دریافت'' [بازیافت] کا تازہ شمارہ تو اب تک نہیں آیا، لیکن آپ کا بھیجا ہوا تبصرے کا آف پرنٹ مل گیا۔ اسے وصول کر کے اور اسے پڑھ کر مسرور ہوا اور آپ کا ممنون۔ اب ''دریافت'' [بازیافت] آئے تو معلوم ہو کہ آپ لوگوں کے کیا کیا مضامین اس میں شائع ہوئے؟ میں نے عرصہ ہوا ڈاکٹر سیّد عبداللہ مرحوم کے کچھ خطوط اور ان پر نوٹ تحریر کر کے آپ کو یا تحسین فراقی صاحب کو بھیجا تھا [بھیجے تھے]، شعبے سے شائع ہونے والے [والی] کسی یادگاری کتاب کے لیے، کچھ معلوم نہ ہوا، وہ

یادگاری کتاب چھپی یا نہیں؟ اگر نہیں چھپی تو میرا وہ مضمون اب کس کے پاس ہے؟ کتاب نہ چھپ رہی ہو تو ''بازیافت'' میں چھپوا دیجیے۔ ''تحقیق'' اور ''اورینٹل کالج میگزین'' سال ڈیڑھ سال سے نہیں آیا[آئے]۔ شعبۂ اُردو سے اورنگ زیب صاحب، عامر صاحب یا کسی مستعد آدمی کو متوجہ کیجیے۔ اسلوب صاحب بہ خیر ہیں، ابھی وہ اٹھ کر میرے پاس سے گئے ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۴۵

باسمہٖ

علی گڑھ

۲۴ر دسمبر۲۰۰۴ء

محبی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

دوپہر کی ڈاک سے آپ کی مرسلہ کتاب ''سلام و پیام'' (حصہ دوم)۱۴۰ موصول ہوئی۔ اس کے ساتھ آپ کے اور محمد ایوب صاحب۱۴۱ کے مضامین کے آف پرنٹس (بہ قول داؤد رہبر صاحب ''چاپچے'') ملے۔ ایک کمی رہ گئی کہ آپ کا کوئی گرامی نامہ اس پارسل میں نہ تھا۔ محمد ایوب صاحب کا پورا نام کیا ہے؟ کیا یہ اورینٹل کالج میں ہیں؟ دونوں مضامین آج رات کو اطمینان سے پڑھوں گا۔ دونوں مضامین ''مجلۂ سخن''۱۴۲ میں چھپے ہیں، یہ سہ ماہی رسالہ ہے یا شش ماہی؟ آپ نے کبھی یہ رسالہ نہیں بھجوایا، دو ایک شمارے اب بھیج دیجیے۔

''بازیافت'' کا تازہ شمارہ مہینوں کے انتظار کے بعد آیا۔ کیا اچھا، باوقار علمی رسالہ آپ نے شائع کرنا شروع کیا ہے، خوشی ہے کہ ڈاکٹر تحسین فراقی بھی اس کی طرف متوجہ ہیں اور برابر اس کی ترقی کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ صفحات میں اضافہ بھی خوش آئند ہے۔ بس ذرا دیر دیر میں شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ اگر شش ماہی ہے تو پابندی سے ہر چھ[چھٹے] ماہ میں شائع ہوا کرے، تو خوب ہو۔ متعدد نسخے آئے تھے اور سب تقسیم کر دیے گئے۔ فراقی صاحب اور مہتمم صاحب کو رسید بھیج دی گئی تھی، کچھ باتیں پوچھی تھیں، جواب نہ آیا۔ میں اب آپ سے پوچھتا ہوں اور آپ ہی جواب مرحمت فرمائیں۔ ''بازیافت'' کا اگلا شمارہ کب تک شائع ہوگا؟ ''اورینٹل کالج میگزین'' اور ''تحقیق'' کے بارے میں بھی میرا یہی سوال ہے۔ جانتا ہوں کہ اب آپ کا بہ راہِ راست ان رسالوں سے تعلق نہیں ہے لیکن آپ دریافت کر کے صحیح اطلاع دے سکتے ہیں۔

اورینٹل کالج کے مرحوم اساتذہ پر آپ اصحاب جو خاص شمارے شائع کرنے والے تھے، اُن کا کام کس منزل میں ہے؟ ایک مجموعۂ مضامین ایک استاد پر آپ مرتب کر رہے تھے، اس کی اشاعت میں کیا تاخیر ہے؟ مجھے یاد آتا ہے میرے کم از کم دو مضمون آپ کے پاس ہیں، عروض و قوافی ان کا موضوع ہے۔ آپ اپنے مجموعے میں میرا کون سا مضمون شامل کر رہے ہیں؟ لکھیے تاکہ وہ مضمون میں کہیں اور شائع نہ کروں۔ دوسرا مضمون ''بازیافت'' کو دے دیجیے لیکن فراقی صاحب سے بات کر لیجیے۔ دیر ہو تو میں یہاں کسی رسالے کو دے دوں، جو بہت دنوں سے مضمون کا تقاضا کر رہے ہیں۔ یہ آپ کو لکھ چکا ہوں کہ یہ دونوں مضامین ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم ''تحقیق'' کے اگلے شمارے میں شائع کرنے والے تھے۔ انھی نے دونوں کی کمپیوٹر سے

کتابت کرائی تھی، پروف پڑھا تھا اور آخری پروف مجھے بھیجا تھا کہ انھیں پیامِ اجل آ پہنچا اور تحقیق کی اشاعت ملتوی ہو گئی۔ بہ ہر حال اس بارے میں آپ کی اطلاعات کا منتظر رہوں گا۔۱۴۳

کالج کے اور لاہور کے تازہ ادبی کوائف سے مطلع کیجیے۔ میرے ذوق کی اچھی کتابیں شائع ہوئی ہوں تو مطلع فرمائیے۔ آپ کو کسی ہندستان میں چھپی ہوئی کتاب کی ضرورت ہو اور وہاں نہ ملے تو بے تکلف مجھے لکھیے۔ آپ کے شعبے کے رفقا آج کل کیا کر رہے ہیں؟ کیا لکھ رہے ہیں؟ ''مخزن''۱۴۴ کا تازہ شمارہ پچھلے ماہ آیا تھا اب تو وہ چھ [چھے] ماہ کے بعد ہی شائع ہو گا۔ محبی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی خیر و عافیت سے مطلع کیجیے گا۔ کہیں کسی جلسے، دعوت میں جعفر بلوچ صاحب۱۴۵، اورنگ زیب عالم گیر صاحب، عامر صاحب، رفاقت علی شاہد صاحب سے ملاقات ہو تو انھیں میرا سلام کہیے۔

یہاں سخت ٹھنڈک پڑ رہی ہے، آج دن بھر سورج نہیں نکلا، لیکن لاہور میں ٹھنڈک یہاں سے کم کیا ہو گی۔ یہاں رات کے دس بجے ہیں۔ کمرے کے اندر درجۂ حرارت ۱۸ ڈگری ہے۔ ایوانِ غالب، دہلی میں ''مرثیہ نگاری عہدِ غالب میں'' کے موضوع پر سہ روزہ سیمی نار منعقد ہو رہا ہے، آج اُس کا افتتاح تھا، آج ہی غالب ایوارڈ تقسیم ہوئے ہوں گے۔ کل پرسوں مقالات پڑھے جائیں گے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی ہمت کو آفریں ہے کہ اس ٹھنڈک میں وہ دہلی گئے ہوئے ہیں۔ اصرار کر کے مجھے بھی لے جانا چاہتے تھے، میں نے معذرت کی۔ پاکستان کے متعدد اصحاب مدعو تھے، معلوم نہیں لاہور سے کون اصحاب آئے، وہاں جاتا تو ملاقات کر کے مسرت حاصل کرتا۔

جاوید طفیل صاحب۱۴۶ کا خط آیا تھا، وہ نومبر میں ''نقوش'' کا ایک خصوصی نمبر بھیجنے والے تھے، اب تو دسمبر اختتام پر ہے۔ سیّد معین الرحمٰن صاحب کا کیا حال ہے؟ عرصے سے اُن کا خط نہیں آیا نہ اُن کے یہاں کی کوئی کتاب آئی۔ ان کے کالج کا رسالہ۱۴۷ تو ان کے متقاعد ہونے کے بعد کوئی اور صاحب شائع کر رہے ہوں گے۔ میں نے کئی ماہ پہلے آپ کو اور دوسرے احباب کو نظیر صدیقی کے خطوط اور کچھ بکھرے خطوط کے نسخے بھجوائے تھے، رسید نہ آنے سے تردّد ہے۔ امید [ہے] آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب:۴۶

باسمہٖ

۱۲ر مئی ۲۰۰۵ء

محبِ گرامی رفیع الدین ہاشمی صاحب! السلام علیکم۔

مکتوب مورخۂ ۱۳ر اپریل اور مرسلہ پارسل مطبوعات کا یکم مئی کو موصول ہوا، ممنون ہوا۔ کبیر احمد جائسی کا فون ان دنوں خراب ہے، اس لیے مرسلہ ''مجلۂ سخن'' (لاہور)، جس میں ابنِ فرید پر ان کا مضمون چھپا ہے؛ جناب مہر الٰہی صاحب کے حوالے کیا ہے کہ وہ ان تک پہنچا دیں۔ پرچہ بہت اچھا ہے لیکن اب تو اس کا دوسرا شمارہ کوئی ایک سال کے بعد ہی شائع ہو گا۔

ڈاکٹر ناظر حسن زیدی مرحوم۱۴۸ پر آپ کا مضمون توجہ اور شوق سے پڑھا، آپ کے مضمون سے متعدد باتیں ان کے

بارے میں معلوم ہوئیں، جن سے میں پہلے واقف نہ تھا۔ اس طرح کے مضامین فرصت نکال کر لکھتے رہیے۔ ''شجر ہای سایہ دار''۱۴۹ (سیدہ حمیرہ مودودی) ایک نشست میں پڑھ گیا۔ مولانائے مرحوم اور ان کی بیگم صاحبہ کے بڑے دل چسپ حالات مصنفہ نے لکھے ہیں۔ مولانا کی والدہ کا ذکر بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔

ہفت روزہ ''فرائیڈے اسپیشل''۱۵۰ آپ نے خوب بھیجا۔ مجھے اس رسالے کی اشاعت کی اطلاع مرسلہ شمارے سے ہوئی۔ مشفق خواجہ مرحوم و مغفور پر گوشہ میری خاص دل چسپی کا ہے۔ آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے یہ شمارہ بھجوا دیا۔ آئندہ بھی ان پر جو کچھ چھپے، بھجوانے کی کوشش کریں۔ کیا کہوں، یقین نہیں آتا کہ خواجہ صاحب ہم میں نہیں رہے، جب لاہور، کراچی سے ڈاک آتی ہے تو آنکھیں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا الفاف [لفافہ] تلاش کرتی ہیں، پھر دل یہ کہتا ہے کہ آج کی ڈاک سے نہیں تو کل کی ڈاک میں ان کا خط ضرور ہوگا۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ مشفق خواجہ وفات پا گئے، اخبارات و رسائل میں بھی یہی پڑھتا ہوں، لیکن دل نہیں مانتا کہ ایسا ہنستا بولتا ہوا زندہ دل شخص جو زندگی اور حرکت سے معمور تھا، وفات پا گیا۔ مجھے بار بار خیال ہوتا ہے کہ آمنہ۱۵۱ پر کیا گزر رہی ہوگی اور کس طرح وہ یہ صدمہ برداشت کر رہی ہوں گی۔ میں نے انھیں دو خط تعزیت کے لکھے۔ کراچی اُڑ کر نہ آسکا تو عبدالوہاب سلیم خان صاحب مقیم نیویارک سے آمنہ کی بہن کا ٹیلی فون نمبر منگوایا (معلوم ہوا تھا وہ اپنے ناظم آباد والے اپنے [کذا] مکان میں نہیں، فی الحال اپنی بہن کے مکان پر عدت کے دن گزار رہی ہیں۔) فون نمبر آ گیا لیکن فون پر ان سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ کیا کہتا اور کس طرح انھیں تسلی دیتا۔ مرحوم کے بارے میں اخبار کے تراشے ملے، ممنون ہوا، آئندہ بھی خیال رکھیں۔ جگن ناتھ آزاد۱۵۲، انور سدید اور سیّد معین الرحمٰن کے مضامین کی پانچ قسطیں بھی ملیں جو الحمرا میں چھپی ہیں۔

''الحمرا''۱۵۳ کا شمارہ اپریل ملا۔ ابتدائی دو ایک شمارے جعفر بلوچ صاحب نے بھجوائے تھے؛ پھر کوئی شمارہ دیکھنے میں نہ آیا۔ میں اس کا ہر شمارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ شاہد علی خاں صاحب۱۵۴ سے تعارف نہیں، اس لیے انھیں لکھنے میں تردّد ہوا۔ حامد علی خاں مرحوم۱۵۵ کو میں کسی تکلف کے بغیر لکھ سکتا تھا، اس لیے کہ ان سے برادرانہ تعلقات تھے اور انھیں لکھنے کی بھی ضرورت نہ تھی وہ ''مخزن'' اور ''الحمرا'' کے سارے شمارے پابندی سے بھیجا کرتے تھے؛ میرے مضمون اور خط بھی شائع کرتے تھے۔ میں نے شاہد علی خاں صاحب کو پیغام بھیجا تھا کہ میرے پاس حامد علی خاں مرحوم کے متعدد خطوط ہیں، آپ ''الحمرا'' میں شائع کریں تو بھیج دوں۔ نہ جواب آیا نہ ''الحمرا'' پہنچا۔ یہ رسالوں کے اڈیٹر [ایڈیٹر] صاحبان بھی کیا کریں، آپ کے یہاں ڈاک کے اخراجات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ رسالہ چھاپنا اور ڈاک سے بھیجنا دشوار ہو گیا ہے۔ کل کی ڈاک سے ''نقوش''۱۵۶ کا افسانہ نمبر کوئی ایک ہزار صفحے کا موصول ہوا ہے۔ چار سو رُپے اس کی قیمت ہے اور کوئی ڈیڑھ سو رُپے ڈاک پر خرچ ہوئے ہیں۔ اس طرح اُردو رسالے کس طرح زندہ رہیں گے اور کب تک؟

آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ میرے نام ڈاکٹر سیّد عبداللہ کے خطوط پروفیسر تحسین فراقی کے پاس محفوظ ہیں، جسے وہ ارمغانِ سیّد عبداللہ میں شائع کرنا چاہتے ہیں۔۱۵۷ ان کے تہران جانے کی اطلاع سے خوشی ہوئی، اللہ انھیں سلامت رکھے۔ شعبہ کا حال معلوم ہوا۔ تبسم کاشمیری صاحب۱۵۸ سے جاپان سے واپسی کے بعد ایوانِ غالب، دہلی میں کئی ماہ پہلے ملاقات ہوئی تھی۔ ایک جاپانی اُردو کے پروفیسر بھی ان کے ساتھ تھے۔ ان کی ''تاریخ ادبِ اُردو'' کے دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ ان کے پاس ایک ہی نسخہ تھا جو انھوں نے ایوانِ غالب کے کتب خانے کو دے دیا، کبھی ملاقات ہو تو انھیں متوجہ کیجیے۔ میں اور نگ

زیب عالم گیر صاحب کے مضامین شوق اور توجہ سے پڑھتا ہوں۔ میرے دل میں ان کے لیے قدر و عزت ہے اور میں ان کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔ متقاعد ہونے کے بعد آپ کو سکون سے کام کرنے کا بہت اچھا موقع مل گیا ہے۔ اپنے ناتمام کاموں کو حتی الامکان مکمل کرنے کی کوشش کیجیے گا۔ مشفق خواجہ صاحب کے خطوط کی ترتیب کا کام شروع کرنے والا ہوں، جاوید اقبال صاحب کا دستخطی نسخہ ''زندہ رود'' کا بل گیا تھا۔ عبدالوہاب صاحب کو ٹیلی فون پر اطلاع کر دی تھی، ان کا مکہ مکرمہ سے خط آیا ہے، وہ بخیر [بہ خیر] ہیں۔ میرے مرتب کردہ نظیر صدیقی کے خطوط ان کی بیگم نے اور مضامین کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کر دیئے ہیں، آپ نے یہ مجموعہ دیکھا ہوگا۔ خط برابر لکھتے رہیے اور اپنی علمی کوششوں سے مجھے باخبر رکھیے۔ خیر طلب

مختار الدین احمد

مکتوب: ۴۷

باسمہٖ

۲۲ر دسمبر ۲۰۰۶ء

برادرِ گرامی! السلام علیکم۔

بہت دنوں سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہیں ہوئی۔ میں دو تین ماہ علیل رہا، اس لیے آپ کی خدمت میں خیریت جوئی کا کوئی خط بھی نہیں لکھ سکا۔ اپنی خیر و عافیت اور اس زمانے میں جو کچھ آپ لکھتے رہے، اس سے مطلع کیجیے۔ مضامین کے اگر ممکن ہو تو آف پرنٹس یا عکسی نقلیں بھیجیے۔

آپ کے دوست تو اب بھی ایران میں ہوں گے۔[۵۹] ''بازیافت'' کا کوئی شمارہ غالباً سال دو سال سے شائع نہیں ہوا۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' یا ''تحقیق'' بھی اس طرف نہیں آیا۔ آپ اورینٹل کالج میں تھے تو بھجوایا کرتے تھے۔ اورینٹل کالج کے مرحوم اساتذہ پر تذکاری کتابیں چھاپنے کا سلسلہ غالباً جاری ہے، سُنا تھا عبادت بریلوی صاحب پر اب ایک مجموعۂ مضامین مرتب کیا جا رہا ہے۔ ایڈیٹر کون صاحب ہیں؟[۶۰] میں عبادت صاحب کے کچھ خطوط اس مجموعے کے لیے بھیج سکتا ہوں؟ ایک آدھ مضمون بھی شاید بھیج سکوں۔ اپنی خیر و عافیت لکھیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

مکتوب: ۴۸

باسمہٖ

۱۱ر جولائی ۲۰۰۷ء

مکرمی جناب ڈاکٹر صاحب! السلام علیکم۔

مدت سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا نہ آپ کے مضمون کا تراشا موصول ہوا۔ مضامین تو آپ لکھ ہی رہے ہوں گے لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کن موضوعات پر اور کن رسالوں میں؟ اورینٹل کالج سے کوئی اچھی کتاب یا رسالے کا خاص نمبر چھپا ہو تو اطلاع دیجیے کہ منگوانے کی کوشش کروں۔ کالج کا میگزین عرصے سے نہیں آیا۔

آپ کے دوست ایران ہی میں ہیں یا واپس آ گئے؟ محبِ گرامی ڈاکٹر وحید قریشی کیسے ہیں؟ ''مخزن'' کا تازہ شمارہ غالباً ابھی شائع نہیں ہوا ورنہ ضرور آتا۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بھی تو کوئی رسالہ نکال رہے ہیں، بزمِ اقبال سے؟[۶۱] انتظار

حسین صاحب[۶۲] کا اُردو کالم کس اخبار میں چھپتا ہے؟[۶۳] ''ڈان'' کا انگریزی کالم تو برابر پڑھتا ہوں۔ منتظر ہوں کہ آپ کہیں کوئی سفر کریں تو ہمیں ایک اچھا سفر نامہ پڑھنے کو مل جائے۔ کیا اقبال کے نام سیّد صاحب کے خطوط کا کوئی مجموعہ چھپا ہے؟ یا غلام محمد صاحب نے ان کے ملفوظات شائع کیے ہیں؟ دیکھنے کی تمنا ہے، کہاں سے اور کیسے حاصل ہو؟ آج کل کس مُہم میں مصروف ہیں؟ کُچھ نہ کُچھ تو ضرور کر رہے ہوں گے۔ کیا اب نئے انتظام کے تحت ''صحیفہ'' برابر شائع ہو رہا ہے؟ پہلا شمارہ رفاقت علی شاہد صاحب نے بھجوایا تھا، پھر کوئی شمارہ نہیں آیا۔ امید [ہے] آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مخلص

مختار الدین احمد

حواشی و تعلیقات:

۱۔ جنوبی ایشیا کی عظیم درس گاہ۔ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کا پہلا باقاعدہ اور باضابطہ تعلیمی ادارہ۔ اگست ۱۸۷۰ء میں اورینٹل سکول کی حیثیت سے تدریسی کام شروع ہوا۔ مارچ ۱۸۷۲ء میں کالج کی جماعتوں کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹنر اس ادارے کے پہلے پرنسپل تھے۔ آج کل اورینٹل کالج میں اردو، پنجابی، عربی، فارسی، کشمیری اور ہندی زبانوں میں ڈپلوما سے پی ایچ ڈی تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۲۔ شہرہ آفاق علمی و ادبی رسالے ''نقوش'' کے مدیر اور صاحبِ طرز خاکہ نگار محمد طفیل ۱۴ راگست ۱۹۲۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں عمر الدین تھا۔ وفات ۴ رجولائی ۱۹۸۶ء کو اسلام آباد میں ہوئی۔ تصانیف میں ''جناب''، ''آپ''، ''صاحب''، ''مجبی''، ''مخدومی''، ''محترم''، ''مکرم'' اور ''معظم'' شامل ہیں۔

۳۔ علی گڑھ یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو کے رسالے ''فکر و نظر'' کے چار خصوصی نمبر مختلف وقفوں سے علی گڑھ کے مشاہیر پر شائع ہوئے۔

۴۔ ۱۹۵۰ء میں صوبائی وزارتِ تعلیم پنجاب کے زیرِ اہتمام ''مجلسِ ترجمہ'' قائم ہوئی۔ ۱۹۵۸ء میں اسے مجلسِ ترقیِ ادب کا نام دیا گیا۔ اس کے پہلے ناظم سیّد امتیاز علی تاج مقرر ہوئے۔ ان کے بعد حمید احمد خاں، احمد ندیم قاسمی اور شہزاد احمد اس ادارے کے ڈائریکٹر (ناظم) رہے۔ سید عابد علی، کلبِ علی خاں فائق، وحید قریشی، ڈاکٹر گوہر نوشاہی اور دوسرے اکابر اس ادارے سے کسی نہ کسی طور وابستہ رہے۔ کلاسیکی ادب کی اشاعت میں اس ادارے نے بہت کام کیا ہے۔

۵۔ ''کلیاتِ مصحفی'' کی تدوین ڈاکٹر نور الحسن نقوی نے آٹھ جلدوں میں کی۔ یہ جلدیں مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہوئیں۔ پہلی جلد جون ۱۹۶۸ء میں اور چھٹی جلد ۱۹۹۲ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔

۶۔ ڈاکٹر آرزو کے پیشِ نظر کلیاتِ مکاتیبِ اکبر الہ آبادی کی تدوین تھی۔ وہ زندگی بھر یہ آرزو بروئے کار لانے کے لیے سرگرمِ عمل رہے مگر افسوس کہ ان کے حینِ حیات یہ کلیات شائع نہ ہو سکی [ہوسکا]۔ البتہ ''خطوطِ اکبر'' کے نام سے ایک مجموعہ انھوں نے اپنی ابتدائی ملازمت کے زمانے ۱۹۵۱ء میں مرتب کر کے شائع کیا تھا۔

۷۔ اُردو تحقیق و تدوین کے ایک اہم ستون۔ ۸ رمئی ۱۸۹۶ء کو کاکو میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام قاضی عبد الوحید تھا۔ ابتدا

میں مذہبی اور دینی تعلیم حاصل کی پھر رسمی تعلیم کی طرف آئے۔ میٹرک کا امتحان پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت میں پاس کیا۔ پٹنہ کالج سے بی اے کیا، انگلستان کی کیمبرج یونی ورسٹی سے معاشیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۲۵ رجنوری ۱۹۸۵ء کو پٹنہ میں انتقال کیا۔ اہم تصانیف وتالیفات: دیوانِ جوشش، دیوانِ رضا، قطعاتِ دلدار، تذکرۂ ابنِ طوفان، عیارستان، اشتر وسوزن، غالب بحیثیت محقق، میر۔ ڈاکٹر ہاشمی کے بہ قول قاضی صاحب سے ان کی خط کتابت کبھی نہیں رہی۔

٨۔ نقاد اور شاعر۔ (پ: ۱۵ رجولائی ۱۹۴۷ء) جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے شعبۂ اردو کے صدر رہے۔ ''نقد شعر'' اور ''شعریات اقبال'' ان کی اہم کتابیں ہیں۔

٩۔ نام ور محقق اور اُردو ادبیات کے استاد (۱۹۲۷ء-۱۹۷۸ء)۔ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اُردو کے صدر اور کئی کتابوں کے مصنف اور مرتب۔

١٠۔ معروف محقق اور اُردو ادبیات کے استاد (۱۹۲۷ء-۱۹۷۸ء)۔ علی گڑھ یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو کے صدر رہے۔ کئی کتابوں کے مولف اور مصنف۔

١١۔ محقق اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں اُردو ادبیات کے استاد اور صدرِ شعبہ۔ ۲ رمئی ۱۹۳۳ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امروہہ سے حاصل کی۔ ایم اے انگریزی علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ سے اور ایم اے اُردو دہلی یونی ورسٹی سے کیا۔ بعدازاں دہلی یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی اور مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ سے ڈی لٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ملازمت کا آغاز فتح پوری مسلم ہائر سیکنڈری سکول، دہلی سے ہوا۔ بعدازاں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں لیکچرار، ریڈر اور پروفیسر کے منصب پر کام کیا۔ کئی کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔ جن میں ''سرسید اور ہندوستانی مسلمان''، ''اقبال: فن اور فلسفہ''، ''غالب: حیات اور کارنامے'' کے علاوہ ''کلیاتِ مصحفی'' اور ''کلیات جرأت'' کی تدوین شامل ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں فوت ہوگئے۔

١٢۔ اس سے مراد ''مجلۂ تحقیق'' ہے جو پنجاب یونی ورسٹی کے کلیۂ علومِ اسلامیہ وادبیاتِ شرقیہ کا علمی ترجمان ہے۔ اس مجلّے کا اجرا ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ ڈاکٹر وحید قریشی مجلّے کے بانی مدیر تھے۔ یہ مجلّہ اب بھی شائع ہوتا ہے تاہم اس کے وقفۂ اشاعت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ مختار الدین صاحب نے خطوں میں ''مجلۂ تحقیق'' کو زیادہ تر ''تحقیق'' لکھا ہے۔

١٣۔ اورینٹل کالج، لاہور کا تحقیقی وتنقیدی جریدہ۔ اجرا ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع اس کے پہلے مدیر تھے۔ اوّل اوّل اس جریدے کا وقفۂ اشاعت چار ماہ تھا یعنی سال میں اس کے تین شمارے شائع ہوتے تھے۔ مولوی محمد شفیع کے بعد شیخ محمد اقبال، برکت علی قریشی، ایم عباس شوستری، ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر سیّد محمد اکرم، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اور ڈاکٹر محمد اکرم چودھری اس علمی جریدے کے مدیر رہے۔ موجودہ مدیر ڈاکٹر مظہر معین ہیں۔ اس جریدے نے عربی، فارسی، اُردو، پنجابی، سنسکرت اور ہندی ادب کے نادر شہ پاروں کو متعارف کرایا اور تحقیق کی روایت کو ثروت مند کرنے میں فعال کردار ادا کیا۔

۱۴ ڈاکٹر شہریار کا اصل نام کنور اخلاق محمد خاں ہے۔ آپ ۱۶ رجون ۱۹۳۶ء کو آنولہ ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ ایم اے، پی ایچ ڈی کی تکمیل کے بعد ۱۹۶۶ء میں بہ طور لیکچرر تدریس سے وابستہ ہوئے۔ شعبۂ اُردو علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں پروفیسر اور صدرِ شعبہ رہے۔ تحقیق، تنقید، ترجمہ اور شاعری ان کے میدان ہیں۔ خاص طور پر شاعر کی حیثیت سے زیادہ معروف ہیں۔ ان کے شعری مجموعوں میں ''اسمِ اعظم''، ''ساتواں در'' اور ''ہجر کے موسم'' شامل ہیں۔

۱۵ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے شعبۂ اُردو کا شش ماہی علمی و ادبی مجلّہ۔

۱۶ ''فکر و نظر'' کے خصوصی نمبر بہ عنوان: نامورانِ علی گڑھ جلد سوم کی طرف اشارہ ہے۔

۱۷ معروف غالب شناس، ادیب اور گورنمنٹ کالج لاہور کے سابق صدرِ شعبۂ اُردو۔ (۵ رنومبر ۱۹۴۲ء بھٹنڈہ پٹیالہ۔ ۱۵ راگست ۲۰۰۵ء لاہور)۔ ۱۹۶۴ء میں کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور ۱۹۷۲ء میں سندھ یونی ورسٹی، جام شورو سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ چند اہم کتابوں کے نام درجِ ذیل ہیں: ''اشاریۂ غالب''، ''غالب اور انقلابِ ستاون''، ''تحقیقِ غالب''، ''غالب کا علمی سرمایہ''، ''نقوشِ غالب''، ''تحقیق نامۂ غالب''، ''دیوانِ غالب'' (نسخۂ خواجہ)، اور ''بازیافتِ غالب''۔

۱۸ معروف صحافی، ادیب اور اقبال شناس۔ محمد عبداللہ قریشی کا سالِ ولادت ۱۹۰۵ء ہے۔ میٹرک کرنے کے بعد محکمہ ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ ۱۹۲۶ء میں اقبال کی انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر اقبال کا ساتھ دیا۔ کشمیر کی تحریکِ آزادی میں بھی جوش و جذبے کے ساتھ شریک رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد ''ادبی دُنیا''، ''فنون'' اور ''المعارف'' کی ادارت سے وابستہ رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں ''آئینۂ اقبال''، ''مکاتیبِ اقبال بنام گرامی''، ''معاصرین: اقبال کی نظر میں''، ''روحِ مکاتیبِ اقبال''، ''باقیاتِ اقبال'' (بہ اشتراک)، ''حیاتِ اقبال کی گم شدہ کڑیاں''، ''تذکارِ اقبال''، ''مقالاتِ اقبال''، ''اقبال بنام شاد'' اور ''حیاتِ جاوداں'' شامل ہیں۔

۱۹ نامور محقق، نقاد اور اُردو، فارسی، تاریخ اور پنجابی کے اُستاد۔ اصل نام عبدالوحید ۱۴ رفروری ۱۹۲۵ء کو اپنے ننھیال (میاں والی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں ایم اے فارسی، ۱۹۵۰ء میں ایم اے تاریخ، ۱۹۵۲ء میں پی ایچ ڈی فارسی اور ۱۹۶۵ء میں ڈی لٹ اُردو کی ڈگریاں حاصل کیں۔ کئی کالجوں میں اُردو، تاریخ، فارسی اور پنجابی کی تدریس کے فرائض انجام دیے۔ جامعہ پنجاب، لاہور میں پروفیسر، صدرِ شعبۂ اُردو و پنجابی، غالب پروفیسر اور اورینٹل کالج کے پرنسپل اور ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ رہے۔ متعدد اعزازات اور انعامات سے نوازے گئے۔ ۱۹۹۳ء میں اُنھیں تمغائے حسنِ کارکردگی ملا۔ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد سے بہ طور صدر نشین، بزمِ اقبال لاہور سے بہ طور اعزازی معتمد اور اقبال اکادمی پاکستان، لاہور سے بہ طور ناظم وابستہ رہے۔ مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور کے ناظم اور قائدِ اعظم لائبریری لاہور کے علمی و ادبی مجلّے ''مخزن'' کے مدیر بھی رہے۔ ''اُردو نثر کے میلانات''، ''اقبال اور پاکستانی قومیت''، ''اساسیاتِ اقبال''، ''جدیدیت کی تلاش میں''، ''مقالاتِ تحقیق'' اور ''پاکستان کی نظریاتی بنیادیں'' جیسی وقیع اور سنجیدہ تحقیقی و تنقیدی کتابوں کے علاوہ ''نقدِ جاں'' اور ''الواح'' کے نام سے اُن کے شعری مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ واضح رہے کہ محمد عبداللہ قریشی پر ڈاکٹر وحید قریشی نے کوئی مجموعہ شائع نہیں کیا تھا۔

۲۰ ڈاکٹر وحید قریشی کی علمی و ادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر تحسین فراقی اور ڈاکٹر عارف نوشاہی کا مرتبہ ''ارمغانِ علمی'' ۱۹۹۸ء میں القمر انٹر پرائزز، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔

۲۱ اصل نام: عبدالحیٔ۔ ۱۹ر دسمبر ۱۹۳۵ء کو لاہور میں خواجہ عبدالوحید کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۳ سال کی عمر میں کراچی چلے گئے۔ ۱۹۵۸ء میں کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کا امتحان پاس کیا۔ انجمنِ ترقیِ اُردو سے بہ طور اسسٹنٹ سیکرٹری وابستہ ہوئے اور مولوی عبدالحق کے ساتھ ۱۹۷۳ء تک کام کیا۔ ۱۹۹۴ء میں حکومتِ پاکستان نے انھیں صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی سے نوازا۔ ۲۱ر فروری ۲۰۰۵ء کو راہیِ مُلکِ بقا ہوئے۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: ''ابیات'' (شعری مجموعہ)، ''اقبال'' از احمد دین (تدوین)، ''جائزۂ مخطوطاتِ اُردو'' (تحقیق)، ''غالب اور صفیر بلگرامی'' (تحقیق)، ''تحقیق نامہ'' (مجموعۂ مقالات)، ''کلیاتِ یگانہ'' (تدوین)، ''سخن در سخن'' (کالم مرتبہ مظفر علی سیّد)، ''خامہ بگوش کے قلم سے'' (کالم مرتبہ مظفر علی سیّد)۔

۲۲ اس ''ارمغانِ علمی'' کے لیے وہ اس طرح کا کوئی تحقیقی مضمون نہ بھیج سکے البتہ اس ارمغان میں ''ممتاز حسن کے خطوط دوار کا داس شعلہ کے نام'' ڈاکٹر آرزو کے مختصر حواشی اور تعارف کے ساتھ شائع ہوئے۔

۲۳ محقق، اقبال شناس اور استادِ ادبیاتِ اُردو (۱۹۲۴ء-۲۰۰۷ء)۔ جامعۂ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج میں پروفیسر اور صدرِ شعبہ رہے۔ انقرہ یونی ورسٹی ترکی میں بھی اُردو کی تدریس سے وابستہ رہے۔ بزمِ اقبال لاہور کے ناظم اور کئی اداروں سے بہ طور رکن وابستہ رہے۔ کئی کتابیں لکھیں جن میں ''اُردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر''، ''دیوان زادہ'' [تدوین]، ''تاریخ جامعۂ پنجاب''، ''پنجاب تحقیق کی روشنی میں''، ''مردم دیدہ و شنیدہ''، ''اقبال، ایک مطالعہ''، ''جگر لخت لخت''، ''استنبول، ترکیہ''، ''مولانا ظفر علی خاں: حیات، خدمات و آثار'' شامل ہیں۔

۲۴ ڈاکٹر ہاشمی کا تعلق سادات سے نہیں۔ ہاشمی نسبت سے ڈاکٹر آرزو نے انھیں سیّد سمجھا۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے فرزانہ چیمہ کو ایک انٹرویو میں بتایا: ''بزرگوں کے توسط سے دست یاب شجرۂ نسب کے مطابق متعدد واسطوں سے ہمارا سلسلہ آں حضرت ﷺ کے عمِ محترم حضرت عباس بن عبدالمطلب تک پہنچتا ہے۔ اس لیے ہم بنی ہاشم ہیں اور ہاشمی کہلاتے ہیں۔ میرے والد ایک زمانے میں اپنے نام کے ساتھ عباسی بھی لکھتے رہے۔ بعض ہمیں سیّد کہتے ہیں، مگر یہ درست نہیں۔'' [رفیع الدین ہاشمی: فرزانہ چیمہ؛ ماہ نامہ ''بتول''، لاہور؛ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۶۱]

۲۵ معروف محقق، مؤرخ اور ماہرِ تعلیم۔ ۲۸ر نومبر ۱۹۳۲ء کو پھلور ضلع جالندھر میں چودھری طفیل محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۹۲ء تک پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے صدر رہے۔ ۶ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ چند اہم تصانیف: ''دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر''، ''تاریخی مقالات''، ''وفیاتِ مشاہیرِ پاکستان''، ''خفتگانِ کراچی''، ''وفیاتِ اعیانِ پاکستان''، ''خفتگانِ خاکِ لاہور''، ''سفرنامۂ ہند'' اور ''ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت''۔

۲۶ ''دوست'' سے ڈاکٹر تحسین فراقی کی طرف اشارہ ہے جو اُن دنوں مولانا عبدالماجد دریابادی پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے تھے۔ ڈاکٹر فراقی، محقق، نقاد، شاعر اور ادبیاتِ اُردو کے نام ور استاد ہیں۔ اصل نام منظور اختر ہے۔ ۱۷ر

ستمبر ۱۹۵۰ء کو بصیر پور ضلع ساہی وال میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے (اُردو) اور ایم۔ایڈ کے امتحانات جامعہ پنجاب سے پاس کیے۔ ۱۹۸۶ء میں مولانا عبدالماجد دریابادی: احوال و آثار کے موضوع پر مقالہ لکھ کر جامعۂ پنجاب سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء سے ۲۰۱۰ء تک اورینٹل کالج، لاہور کے شعبۂ اُردو میں بہ حیثیت لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کام کرتے رہے۔ کئی برس تک صدر شعبہ بھی رہے۔ تین برس تک تہران یونی ورسٹی میں اُردو زبان و ادب کے مہمان استاد کے طور پر تدریسی خدمات انجام دیں۔ آج کل پنجاب یونی ورسٹی کے تحقیقی ادارے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ) میں سینئر اڈیٹر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف و تالیف کیں؛ جن میں ''جستجو''، ''عجائباتِ فرنگ''، ''عبدالماجد دریابادی: احوال و آثار''، ''نقدِ اقبال: حیاتِ اقبال میں''، ''افادات''، ''اقبال: چند نئے مباحث''، ''مطالعۂ بیدل: فکرِ برگساں کی روشنی میں''، ''مغربی جمہوریت: اہلِ مغرب کی نظر میں'' شامل ہیں۔ ''نقشِ اوّل'' اور ''شاخِ زریاب'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔

۲۷۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کا مقالہ ''عبدالماجد دریابادی: احوال و آثار'' پہلی بار ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کے زیرِ اہتمام اپریل ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ دوسرا اور نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن بھی اسی ادارے نے ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔

۲۸۔ شاید ''اقبالیاتی جائزے'' مراد ہے جو گلوب پبلشرز، لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔

۲۹۔ نام ور فارسی شاعر۔ ۱۸۵۶ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ اصل نام غلام قادر تھا۔ ہوشیار پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ والد کا نام شیخ سکندر بخش تھا۔ چودہ سال کی عمر میں لاہور آئے اور اورینٹل کالج سے منشی عالم، منشی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ وکالت کا امتحان بھی پاس کیا مگر وکالت کو بہ طور پیشہ اختیار نہ کیا۔ امرت سر، ہوشیار پور اور لدھیانہ کے سکولوں میں فارسی کے استاد رہے۔ مختلف ریاستوں میں اتالیق کی حیثیت میں خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں دکن چلے گئے اور وہاں ملک الشعراء کے منصب پر متمکن رہے۔ اقبال، مولانا سالک اور میاں عبدالعزیز کے ساتھ ان کے خصوصی دوستانہ تعلقات تھے۔ ۲۷ر مئی ۱۹۲۷ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

۳۰۔ مولانا فاخر الہ آبادی، حضرت اجمل الہ آبادی کے جانشین اور خلیفہ تھے۔ مولانا گرامی کو ان سے نیاز مندانہ تعلق تھا۔ ان کی مدح میں مولانا گرامی نے جو رباعی پیش کی، اقبال نے اس کی بہت تعریف کی۔ رباعی یوں ہے:

علامۂ دہر شیخ اکمل فاخر
سجادہ نشینِ شاہ اجمل فاخر
گفتم کہ بود ثانیِ شبلی و جنید
زد نعرہ بہ چرخِ عقل اوّل فاخر

۳۱۔ معروف محقق، نقاد، شاعر اور اُردو ادبیات کے استاد۔ ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اکبر الہ آبادی کے موضوع پر جامعہ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج میں صدرِ شعبۂ اُردو، پرنسپل اور ڈین فیکلٹی کے عہدوں پر متمکن رہے۔ ان دنوں پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند کے

نائب ناظم ہیں۔کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف۔چند کتب:''اُردو میں قطعہ نگاری''،'' نئے پُرانے خیالات''،''چند اہم جدید شاعر''،''اکبرالہ آبادی:تحقیقی وتنقیدی مطالعہ''،''تفہیمِ بالِ جبریل''،''اقبال کا ادبی مقام''،''کلیاتِ مجید امجد''اور''کلیاتِ حفیظ جالندھری''۔

۳۲ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کے بعد شعبۂ اُردو کے سربراہ ڈاکٹر سہیل احمد خاں (۱۸/جولائی ۱۹۴۸ء-۱۳/مارچ ۲۰۰۹ء) مقرر ہوئے جو ۲۰۰۰ء تک شعبے کی صدارت سے وابستہ رہے۔حاشیہ نمبر ۱۱۸ بھی دیکھیے۔

۳۳ دیکھیے حاشیہ نمبر:۲۵

۳۴ دیکھیے حاشیہ نمبر:۲۶

۳۵ عربی زبان وادب کے معروف استاد(پ:۱۶/نومبر ۱۹۳۷ء)۔اورینٹل کالج میں شعبۂ عربی کے صدر، کالج کے پرنسپل اور فیکلٹی ڈین بھی رہے۔اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور کے وائس چانسلر بھی رہے۔ان دنوں پنجاب یونی ورسٹی میں پروفیسر ایمریطس ہیں۔

۳۶ عربی زبان وادب کے معروف عالم،استاد،ادیب اور مولوی محمد شفیع کے تلمیذِ رشید(۱۹۱۹ء-۱۹۹۱ء)۔اصل نام رانا نصراللہ۔والد کا نام [رانا] احسان الٰہی تھا۔عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کے موضوع پر جامعۂ پنجاب سے اور یاقوت حموی کے احوال وآثار پر کیمبرج سے پی ایچ ڈی کی ڈگری [ڈگریاں] حاصل کیں۔کیمبرج میں پروفیسر آربری ان کے نگران تھے۔اورینٹل کالج میں عربی کے استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔۱۹۶۱ء تا ۱۹۷۵ء اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ کے معاون مدیر اعلا رہے۔اہم تصانیف:''جمہرۃ الانساب''،''جواہر السیوف''،''واحد باری''، ''کتاب الحروف''،''کتاب الصیدنہ''۔

۳۷ بھارت کے معروف اقبال شناس۔اقبال اکیڈمی،حیدرآباد دکن کے صدر اور کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف۔

۳۸ علی گڑھ کا معروف طباعتی ادارہ،اس کے مہتمم اسدیار خان ہیں۔

۳۹ معروف نقاد،ادیب اور انگریزی ادبیات کے استاد(پ:مارچ ۱۹۲۵ء)۔مسلم یونی ورسٹی،علی گڑھ کے شعبۂ انگریزی کے استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔''نقد ونظر'' کی ادارت بھی کی۔چند تصانیف:''ادب اور تنقید''،''نقشِ غالب''،''اقبال کی تیرہ نظمیں''اور''نقشِ اقبال''۔

۴۰ ڈاکٹر ہاشمی کی نگرانی میں ایم فل اُردو کے طالب علم عبدالمجید عابد''توبۃ النصوح'' کے متون کا تقابلی مطالعہ'' کے موضوع پر کام کررہے تھے،اسی سلسلے میں''توبۃ النصوح'' کی مختلف اشاعتوں کی تلاش تھی۔

۴۱ معروف ادیب اور ماہرِ تعلیم (۱۹۰۷ء-۱۹۷۱ء)۔والد کا نام خواجہ غلام الثقلین تھا۔جموں وکشمیر میں ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن اور ٹریننگ کالج مسلم یونی ورسٹی،علی گڑھ کے پرنسپل رہے۔حکومتِ ہند میں سیکرٹری تعلیم کے منصب پر بھی فائز رہے۔تصانیف Iqbal's Educational Philosophy اور''آندھی میں چراغ''۔

۴۲ مؤرخ،محقق،صحافی اور غالب شناس۔۱۸۹۵ء میں پھول پور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔اسلامیہ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔دکن میں کچھ عرصہ ملازمت کی۔''زمیندار'' کی مجلسِ ادارت وتحریر میں شامل ہوئے۔مولانا سالک

کے ساتھ مل کر اپنا اخبار ''انقلاب'' نکالا۔ علامہ اقبال کے روز کے ملنے والوں میں شامل تھے۔ تصنیف وتالیف اور ترجمے کے میدان میں غیر معمولی کارنامے انجام دیے۔ چند اہم کتابیں: ''مطالبِ بانگِ درا''، ''مطالبِ بالِ جبریل''، ''مطالب اسرارو رموز''، ''مطالب ضربِ کلیم''، ''شرح دیوانِ غالب''، ''سید احمد شہید''، ''سرودِ رفتہ'' (شریک مرتب)۔

۴۳ ڈاکٹر زاہد منیر عامر (پ: ۱۸ جولائی ۱۹۶۶ء) مراد ہیں، جو اُن دنوں میر سوز کے کلیات کی تدوین وترتیب میں مصروف تھے۔ وہ محقق، ادیب اور اُردو ادبیات کے استاد ہیں۔ جامعہ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ بعدازاں اورینٹل کالج میں اُردو کے استاد مقرر ہوئے۔ تین سال جامعہ الازہر، مصر میں اُردو ادب کی تدریس سے وابستہ رہے۔ آج کل پنجاب یونی ورسٹی کی مسندِ مولانا ظفر علی خان کے چیئر مین ہیں۔ چند کتابیں: ''کلیاتِ میر سوز'' [تدوین]، ''مکاتیبِ ظفر علی خان'' [ترتیب وتحشیہ]، ''لمحے کی روشنی''، ''میر سوز: سوانح وشخصیت'' اور ''لمحوں کا قرض''۔

۴۴ محقق، نقاد اور استادِ ادبیاتِ اُردو۔ یکم جولائی ۱۹۳۸ء کو نوشہرہ خواجگان ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام ملک کرم حسین تھا۔ ۱۹۷۹ء میں جامعۂ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مرے کالج، سیالکوٹ اور گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں اُردو ادبیات کے استاد رہے۔ ۲۳ر جنوری ۱۹۹۳ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ چند اہم تصانیف: ''اُردو شاعری میں ایہام گوئی کی تحریک''، ''اقبال اور نئی نسل''، ''اطرافِ اقبال''، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ''، ''تاریخِ ادبِ اُردو'' اور ''دائرۂ معارفِ اقبال''۔

۴۵ اس سے مراد ڈاکٹر ملک حسن اختر کی کتاب ''دائرۂ معارفِ اقبال'' ہے۔

۴۶ دیکھیے حاشیہ نمبر: ۲۶۔

۴۷ ۱۹۹۵ء میں اورینٹل کالج کے ۱۲۵ویں یومِ تاسیس کے موقعے پر ایک عالمی سیمی نار کا منعقد کرنے کا پروگرام تیار کیا گیا جس کے دعوت نامے بھی تقسیم کیے گئے مگر بہ وجوہ یہ سیمی نار منعقد نہ ہوسکا۔

۴۸ عربی زبان وادب کے بین الاقوامی شہرت یافتہ استاذ، محقق اور عالم۔ (۲۳ر اکتوبر ۱۸۸۸ء-؟؟؟) اورینٹل کالج لاہور میں ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۵ء تک عربی ادب کے استاد رہے۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۵۰ء تک مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ میں بطور صدرِ شعبۂ عربی کام کیا۔ پاکستان آنے کے بعد ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، کراچی کے ڈائریکٹر رہے۔ بعدازاں کراچی یونی ورسٹی اور پنجاب یونی ورسٹی میں شعبۂ عربی کے صدر رہے۔ جامعۂ ازہر نے ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۶۶ء میں انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں صدارتی تمغا برائے حسنِ کارکردگی سے نوازا۔ عرب دُنیا میں وہ استاذ المیمنی اور امام اللغۃ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ تصانیف وتالیفات اور تراجم کی تعداد تیس سے زائد ہے۔

۴۹ دیکھیے حاشیہ نمبر: ۴۳

۵۰ دیکھیے حاشیہ نمبر: ۴۷

۵۱ محقق اور اقبال شناس۔ (پ: ۱۴ر اگست ۱۹۲۳ء)۔ بھارت کی سول سروس میں کئی اہم عہدوں

پر فائز رہے۔ بعد میں صوبہ بہار اور صوبہ ہریانہ کے گورنر بھی رہے۔علامہ اقبال کے مکاتیب کا کلیات چار جلدوں میں مرتب کیا۔انگریزی مکاتیب پر مشتمل پانچویں جلد زیرِ ترتیب ہے۔

۵۲ ادیب، دانش ور اور استاد ۱۹۰۳ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولوی سراج الدین خاں تھا جنھوں نے ''زمیندار'' کے نام سے ایک ہفت روزے کی بنا ڈالی۔حمید احمد خاں نے ابتدائی تعلیم وزیر آباد سے حاصل کی۔حیدر آباد دکن کی جامعۂ عثمانیہ سے بی اے اور گورنمنٹ کالج، لاہور سے ایم اے کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں ایم لٹ کے لیے کیمبرج گئے۔اسلامیہ کالج میں انگریزی ادبیات کے استاد اور پھر پرنسپل رہے۔ بعد ازاں پنجاب یونی ورسٹی کے وائس چانسلر اور مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور کے ناظم بھی رہے۔۲۲ / مارچ ۱۹۷۴ء کو انتقال کیا۔تصانیف میں ''دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ''، ''ارمغانِ حالی''، ''تعلیم و تہذیب'' اور'' اقبال کی شخصیت اور شاعری'' اہمیت کی حامل ہیں۔

۵۳ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کی لائبریری جس کا نام پہلے لٹن لائبریری تھا بعد ازاں اسے مولانا ابوالکلام آزاد کے نامِ نامی سے منسوب کر دیا گیا۔

۵۴ مکتبہ جامعہ، نئی دہلی کا ماہ وار علمی وادبی رسالہ۔

۵۵ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا یہ مضمون ''مطالعۂ خطبات: اقبالیات کا ایک نیا رجحان''، ''کتاب نما'' دہلی کے نومبر ۱۹۹۱ء کے شمارے میں شائع ہوا۔

۵۶ علامہ اقبال کے بچوں جاوید اقبال اور منیرہ بانو کی گورنس۔۱۹۰۳ء میں جرمنی میں پیدا ہوئیں۔رشید احمد صدیقی کے توسط سے علامہ اقبال کے ہاں آئیں۔۱۹۳۷ء سے ۱۹۶۲ء تک جاوید منزل، لاہور میں رہیں۔پھر جرمنی چلی گئیں مگر کبھی کبھی پاکستان آتی تھیں۔۲۵ / مارچ ۱۹۹۳ء کو لاہور میں وفات پائی اور گورا قبرستان، جیل روڈ، لاہور میں دفن ہوئی۔Iqbal As I KnewHim کے عنوان سے مختصر سی کتاب میں اپنی یادداشتوں کو مرتب کیا۔

۵۷ ادیب اور سفر نامہ نگار۔۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے۔پاکستان کی سول سروس میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں اہم عہدوں پر مامور رہے۔نگران وزیرِ اعظم پاکستان معین قریشی کی حکومت میں پنجاب کے گورنر اور نگران وزیرِ اعلیٰ بھی رہے۔کئی کتابیں لکھیں جن میں ''دردِ دل کشا'' اور ''نیرنگِ اندلس'' زیادہ شہرت کی حامل ہیں۔

۵۸ علامہ اقبال کی دختر۔اقبال انھیں پیار سے بانو کہتے تھے۔۳۱ / اگست ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئیں۔میاں امیر الدین کے بیٹے میاں صلاح الدین سے ان کی شادی ہوئی۔

۵۹ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی مرتبہ کتاب۔اقبال صدی [۱۹۷۷ء] کے موقعے پر مجلسِ ترقیِ ادب لاہور نے پہلی بار شائع کی۔ نظرِ ثانی شدہ اڈیشن ۲۰۰۱ء میں چھپا۔ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ نے ۱۹۸۲ء اور ۱۹۹۶ء میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع کیے۔

۶۰ ''ارمغانِ علمی'' کے لیے ڈاکٹر آرزو نے ''ممتاز حسن کے خطوط بہ نام دوارکا داس شعلہ'' مرتب کر کے تعارفی نوٹ کے ساتھ بھیجے تھے، جو ارمغان میں شائع ہوئے۔

٦١ ڈاکٹر ہاشمی صاحب نے سلیم منصور خالد کے ساتھ مل کر ''خطوطِ مودودی'' کی ایک جلد [جلد دوم] مرتب کی تھی۔ یہ جلد نومبر ۱۹۹۵ء میں منشورات، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔ اگلی جلدوں کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی مزید خطوط کی تلاش میں تھے۔ ڈاکٹر آرزو کا اشارہ اسی طرف ہے۔

٦٢ خط کی تاریخ اور مہینا تو واضح ہے مگر اس کا سال پڑھا نہیں جا رہا، ہاشمی صاحب نے اسے ۱۹۹۷ء کا خط قرار دیا ہے۔ اپنے مندرجات کے اعتبار سے بھی یہی قرینِ قیاس ہے۔

٦٣ نام ور نقاد، شاعر، انشائیہ نگار اور دانش ور۔ آغا وسعت علی خان کے گھر ۱۸ر مئی ۱۹۲۲ء کو وزیر کوٹ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ اقتصادیات میں ایم اے کرنے کے بعد ''اردو ادب میں طنز و مزاح'' کے موضوع پر اُردو میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پہلے ادبی دُنیا کے مُدیر رہے، ۱۹۶۶ء میں اپنا سہ ماہی ادبی جریدہ اوراق جاری کیا۔ شاعری، تنقید اور انشائیے کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ چند معروف کتابوں کے نام: ''اُردو شاعری کا مزاج''، ''نظمِ جدید کی کروٹیں''، ''نئے تناظر''، ''تخلیقی عمل''، ''غالب کا ذوقِ تماشا''، ''نردبان''، ''چوری سے یاری تک''، ''تنقید اور احتساب'' اور ''چھک اُٹھی لفظوں کی چھاگل'' شامل ہیں۔ ۸ر ستمبر ۲۰۱۰ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

٦٤ نام ور نقاد، ادیب اور شاعر۔ اصل نام انوار الدین ہے۔ ۴ر دسمبر ۱۹۲۸ء کو میانی ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ محکمۂ نہر میں ملازمت کی۔ جامعۂ پنجاب سے اُردو ادب کی تحریکیں کے موضوع پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ چند اہم تصانیف: ''فکر و خیال''، ''اختلافات''، ''اقبال کے کلاسیکی نقوش''، ''انشائیہ اُردو ادب میں''، ''اُردو ادب کی تحریکیں''، ''اُردو نثر کے آفاق''، ''پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ''، ''اُردو افسانے میں دیہات کی پیش کش''، ''اقبال کے کلاسیکی نقوش'' اور ''اُردو ادب کی مختصر تاریخ''۔

٦٥ ڈاکٹر ہاشمی کو بھارت کی جامعات میں علامہ اقبال پر ہونے والے کام کی تفصیل درکار تھی، اس لیے انھوں نے وہاں کے اساتذہ اور اہلِ علم سے رجوع کیا۔

٦٦ ڈاکٹر ہاشمی ۱۹۷۶ء میں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہِ راست اسسٹنٹ پروفیسر منتخب ہوئے۔ گورنمنٹ کالج سرگودھا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں وہ اسی حیثیت میں کام کرتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں وہ پنجاب یونی ورسٹی میں لیکچرر منتخب ہوئے۔ ۴ر اپریل ۱۹۸۷ء کو اسسٹنٹ پروفیسر اور ۲۷ر جون ۱۹۹۱ء کو انھیں ایسوسی ایٹ پروفیسر مقرر کیا گیا۔ پروفیسری پر فائز ہونے کے لیے وہ تقریباً دس سال منتظر رہے کیوں کہ شعبے میں پروفیسر کی اسامی خالی نہ تھی۔ یکم دسمبر ۲۰۰۰ء کو وہ پروفیسر منتخب ہوئے۔

٦٧ نوجوان محقق اور مدوین کار۔ ۱۰ر جون ۱۹۶۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۰۶ء میں جامعۂ پنجاب سے ڈاکٹر تحسین فراقی کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کا موضوع ''انیسویں صدی میں اُردو گلدستے: تاریخ و تحقیق'' تھا۔ کچھ عرصہ مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور سے وابستہ رہے آج کل گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی لاہور کے شعبۂ اُردو سے وابستہ ہیں۔ ان کے کئی مقالات اہم علمی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ تالیفات: ''تحقیق شناسی'' [ترتیب]، ''ڈاکٹر تحسین فراقی: کتابیات''۔

۶۸؎ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر تحسین فراقی دہلی یونی ورسٹی، دہلی کے زیرِ اہتمام اقبال انٹرنیشنل سیمی نار منعقدہ ۱۰ تا ۱۲ جون ۱۹۹۷ء میں شریک ہوئے۔

۶۹؎ خان صاحب سے مراد، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ کے مالک اور مہتمم اسدیار خان ہیں۔ ہاشمی صاحب کو ان کی شائع کردہ کتابیں مطلوب تھیں۔ انھوں نے مختارالدین صاحب سے کہا کہ خاں صاحب کو فون کر کے، مطلوبہ کتابیں دہلی بھجوانے کی کوشش کریں۔ ہاشمی صاحب کا خیال تھا کہ مئی میں دہلی کے اقبال سیمی نار میں شرکت کے بعد، واپسی پر وہ مطلوبہ کتابیں ساتھ لے آئیں گے۔[کتابیں دہلی نہ پہنچیں مگر خاں صاحب نے ازراہِ کرم بذریعہ ڈاک لاہور بھجوادیں۔]

۷۰؎ معروف طبیب اور استاذ۔ ریاست الور کے سادات خاندان سے تعلق ہے۔ ۲۸ر جولائی ۱۹۳۸ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ندوۃ العلما، لکھنؤ سے تعلیم حاصل کی۔ طبیہ کالج، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ سے بی یو ایم ایس کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۰ء تک جامعۂ طبیہ، دہلی سے بطور لیکچرر وابستہ رہے۔ نومبر ۱۹۷۸ء میں شعبۂ علم الادویہ، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ سے بطور صدرِ شعبہ وابستہ ہوئے۔ زمانۂ طالب علمی میں طبیہ کالج میگزین، علی گڑھ کا شیخ الرئیس نمبر نکالا جو اُردو میں ابنِ سینا پر اپنی نوعیت کا پہلا باضابطہ کام تسلیم کیا جاتا ہے۔ کئی کتابیں اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ ''بیاضِ وحیدی'' اور ''تذکرۂ خاندانِ عزیزی'' ان کی معروف تصانیف ہیں۔

۷۱؎ نام ور طبیب، ادیب، سماجی شخصیت اور ہمدرد لیبارٹریز کے بانی۔ ۹ر جنوری ۱۹۲۰ء کو دہلی میں حکیم عبدالمجید کے گھر پیدا ہوئے۔ کراچی میں مدینۃ الحکمت کی بنیاد رکھی۔ صوبۂ سندھ کے گورنر بھی رہے۔ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کو کراچی میں شہید ہوئے۔ بیسیوں کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ چند اہم کتب یہ ہیں: ''نورستان''، ''اخلاقیاتِ نبوی''، ''قرآن روشنی ہے''، ''ذیابیطس نامہ''، ''سائنس اور معاشرہ''، ''یورپ نامہ''، ''جرمنی نامہ''، ''کوریا کہانی''، ''ایک مسافر چار ملک''، ''سفرِ دمشق''، ''مقالاتِ ابن الہیثم'' اور ''قلب اور صحت''۔

۷۲؎ معروف ماہرِ تعلیم اور محقق۔ ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۲ء کو ریاست الور کے ایک معروف قصبے تجارہ میں پیدا ہوئے۔ ادارۂ تعلیم و تحقیق، لاہور کے ڈائریکٹر اور شاہ ولی اللہ اورینٹل کالج، منصورہ[سندھ] کے پرنسل رہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۴ء تک تنظیم اساتذہ پاکستان کے صدر رہے۔ ۲۷ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ کئی کتابیں لکھیں جن میں ''تاریخِ نظریۂ پاکستان''، ''مسلمان اور مغربی تعلیم''، ''بنوامیہ تک اسلامی تعلیم''، ''مغربی زبانوں کے ماہر علما''، ''عہدِ اسلامی کے عظیم مدارس'' اور ''مسلمان اساتذہ کا مثالی کردار'' خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۷۳؎ معروف محقق، مدون اور مخطوطہ شناس۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی ۲۷ر مارچ ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ تہران یونی ورسٹی، ایران سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد سے طویل عرصہ وابستہ رہے۔ آج کل گورڈن کالج، راول پنڈی کے شعبۂ فارسی سے بہ طور چیرمین وابستہ ہیں۔ چند اہم تصانیف و تالیفات یہ ہیں: ''فہرستِ نسخہ ہای خطی موزۂ ملی پاکستان، کراچی''، ''فہرستِ نسخہ ہای خطی فارسی انجمن ترقیِ اُردو، کراچی''، ''فہرستِ کتاب ہای فارسی چاپ سنگی وکمیاب در کتاب خانۂ گنج بخش'' (دو جلدیں)، ''فہرستِ مخطوطاتِ

اُردو کتاب خانۂ گنج بخش''، ''پاکستان میں مخطوطات کی فہرستیں'' (کتابیات)، '' فہرستِ کتب خانۂ قریشی''، ''بھارت میں مخطوطات کی فہرستیں'' (کتابیات)، ''کمالِ عترت'' (تدوین وتحشیہ) اور'' نقدِ عمر'' (مقالات)

۷۴ے معروف محقق، تدوین کار اور ماہرِ تعلیم۔ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ایم اے فارسی اور پی ایچ ڈی (فارسی) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے شعبۂ فارسی میں استاد اور صدر رہے۔ کئی کتابوں کے مصنف، مولف اور مرتب ہیں۔ چند اہم تدوینات میں ''نقدِ قاطع برہان''، '' مکاتیبِ سنائی''، '' دستور الافاضل''، '' دیوانِ عمید لوئکی''، ''دیوانِ حافظ''، ''فرہنگِ زفانِ گویا'' اور'' کتابِ نورس'' شامل ہیں۔

۷۵ے اردو کا معروف ادبی جریدہ۔ اس کا آغاز ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر وزیر آغا نے لاہور سے کیا۔ اس ادبی رسالے نے نئے رجحانات، نئی اصناف اور نئے لکھنے والوں کو متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس رسالے کے کئی خاص نمبر شائع ہوئے جو حوالے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

۷۶ے حلقۂ ادبِ اسلامی کا ترجمان سہ ماہی ادبی جریدہ۔ جسے معروف شاعر، ادیب، اور دینی سکالر جناب نعیم صدّیقی نے ۱۹۶۳ء میں جاری کیا اور اپنی زندگی کے آخری چند سالوں تک اس کے مُدیر رہے۔ نعیم صدّیقی کے بعد حفیظ الرحمن احسن اس کی ادارت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

۷۷ے معروف شاعر، ادیب اور صحافی۔ پ: ۹/ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔ سہ ماہی 'سیارہ'، لاہور کے موجودہ مدیر۔ اہم کتابیں: ''مفصلِ زیاں'' (شعری مجموعہ)، ''ننھی منی خوب صورت نظمیں''، ''۵۔اے ذیل دار پارک'' (سوم، ملفوظاتِ مولانا مودودی کا مجموعہ)۔

۷۸ے کراچی کا معروف ادبی رسالہ جو ڈاکٹر فہیم اعظمی کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔

۷۹ے معروف شاعر، ادیب اور دانش ور۔ ۱۶/ نومبر ۱۹۳۶ء کو رائے بریلی کے ایک قصبے جائس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسۂ اسلامیہ باغ میر ٹیپو سے حاصل کی۔ شبلی ہائر سیکنڈری سکول، اعظم گڑھ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے بی اے، ایم اے فارسی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ جامعۂ ملیہ دہلی میں ۱۹۷۴ء تا ۱۹۸۰ء فارسی کے استاد رہے۔ ۱۹۸۰ء میں اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونی ورسٹی، سری نگر میں ریڈر مقرر ہوئے۔ کئی کتابیں اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ چند اہم تصانیف: ''نقوشِ فانی''، ''صحرا صحرا''، ''بازگشت''، ''تاریخی اور علمی مقالات'' اور'' تاریخِ ادبیاتِ تاجکستان''۔

۸۰ے فرزندِ اقبال، ادیب اور اقبال شناس: ۵/ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج، لاہور سے انگریزی ادبیات اور فلسفے میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ کیمبرج یونی ورسٹی سے پروفیسر اے جے آربری کی نگرانی میں ''مسلم سیاسی فلسفے کا ارتقا: برصغیر پاک وہند کے حوالے سے'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور بار ایٹ لا کا امتحان بھی پاس کیا۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں'' مئے لالہ فام''، '' زندہ رود'' (۳ جلدیں)، ''میراثِ قائدِ اعظم''، ''*The Ideology of Pakistan*''، ''اپنا گریباں چاک'' اور'' جاوید'' خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۸۱ے معروف شاعر اور نقاد۔ ۹/ ستمبر ۱۹۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ میں اُردو شعبے کے استاد اور چیر مین

رہے۔اقبال اور غالب شناسی میں بھی ان کا پایہ نہایت بلند ہے۔۹ر فروری ۲۰۰۲ء کو علی گڑھ میں انتقال کیا۔ چند معروف کتابوں کے نام یہ ہیں: ''اقبال کے مطالعے کے تناظرات''، ''اقبال اوران کا فلسفہ''، ''اقبال کا نظریۂ شعر وشاعری''، '' اقبال کی معنویت''، '' جدیدیت اور اقبال''، '' دانش ور اقبال''، '' اقبال اور مغرب''، ''عرفانِ اقبال'' اور ''نظر اور نظریے''۔

۸۲ ادیبِ شہیر، خاکہ نگار اور نقاد۔۲۴ر دسمبر ۱۸۹۲ء میں جون پور کے قصبے مریاہو میں پیدا ہوئے۔میٹرک کے بعد علی گڑھ آ گئے۔ یہاں کلرکی کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھی۔بی اے اور ایم اے فارسی کے امتحانات یہیں سے پاس کیے۔۱۹۲۳ء میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں اُردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔۱۹۳۵ء کو ریڈر کے عہدے پر ترقی ہوئی، بعد ازاں صدرِ شعبہ ہوئے۔۱۳ر جنوری ۱۹۷۷ء کو انتقال کیا۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ ''طنزیات ومضحکات''، ''مضامینِ رشید''، ''سہیل کی سرگذشت''، ''ذاکر صاحب''، ''جدید غزل''، ''آشفتہ بیانی میری''، ''غالب کی شخصیت اور شاعری''، ''علی گڑھ ماضی وحال''، ''ہم نفسانِ رفتہ'' اور ''گنج ہائے گراں مایہ'' خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔

۸۳ ڈورس احمد نے اپنی خودنوشت تحریر نہیں کی البتہ اقبال سے متعلق اپنی یادداشتیں لکھیں یہ مختصر سی کتاب Iqbal: as I Knew him کے نام سے اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے شائع کی۔

۸۴ اقبال اکادمی پاکستان لاہور مراد ہے۔

۸۵ فکرِ اقبال کی ترویج واشاعت کے لیے حکومت پنجاب کا ادارہ۔اس کا سہ ماہی مجلہ ''اقبال'' کے نام سے شائع ہوتا ہے۔پروفیسر ایم ایم شریف، بشیر احمد ڈار، پروفیسر محمد عثمان، ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اس ادارے سے بہ طور اعزازی سیکرٹری وابستہ رہے۔

۸۶ معروف اقبال شناس اور ادیب۔۱۸ر ستمبر ۱۹۵۴ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔آج کل اقبال اکادمی پاکستان کے ناظم ہیں۔کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف اور مترجم ہیں۔چند کتابیں: ''معیار''، ''جھلکیاں''، ''روایت''، ''ابنِ عربی: حیات وفن''، ''اقبالیات کے سو سال'' [شریک مرتب]، ''خطباتِ اقبال نئے تناظر''، ''سیر وسفر ہمارا''۔

۸۷ مضمون سے مراد شاید ''ممتاز حسن کے خطوط، دوارکا داس شعلہ کے نام'' ہے جو ''ارمغانِ علمی'' میں شائع ہوا۔

۸۸ اقبال شناس اور ادیب۔پ: ۳۰ر جولائی ۱۹۳۲ء۔مہارانی لکشمی بائی گرلز کالج بھوپال اور حمیدیہ کالج بھوپال میں اُردو کے استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔چند برس اقبال ادبی مرکز، بھوپال کے ڈائریکٹر کے فرائض انجام دیے۔ان کی کتابوں میں ''اقبال آئینہ خانے میں'' اور ''مجلسِ اقبال'' [آٹھ جلدیں] شامل ہیں۔

۸۹ محقق، نقاد اور اُردو ادبیات کے اُستاد۔[پ: ۲۵ جون ۱۹۴۶ء، اود پور، حیدرآباد دکن]۔کراچی یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو کے صدر رہے۔پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگریاں اسی یونی ورسٹی سے حاصل کیں۔اس دوران میں کئی برس تک جاپان کی ٹوکیو یونی ورسٹی فار فارن سٹڈیز میں فریضۂ تدریس ادا کیا۔انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اُردو کے صدر بھی رہے۔ڈاکٹر صاحب نے کئی کتابیں تصنیف، تالیف اور مرتب کیں۔ چند اہم کتابوں

کے نام یہ ہیں: ''پاکستان میں اُردو تحقیق''، ''تحریکِ آزادی میں اُردو کا حصّہ''، ''اقبال اور جدید دُنیائے اسلام''، ''دکن اور ایران''، ''اُردو میں اوّلین نسوانی خودنوشت''، ''امیر خسرو: فرد اور تاریخ'' اور ''پاکستانی زبان و ادب''۔

۹۰ معروف دینی عالم اور ادیب۔ رسالہ ''جہانِ رضا'' لاہور کے مدیر، مولانا احمد رضا خان بریلوی کے معتقد اور کئی کتابوں کے مصنف۔

۹۱ عربی کے معروف استاد اور ماہرِ تعلیم (پ: ۱۹۳۷ء)۔ اورینٹل کالج کے شعبۂ عربی کے پروفیسر، صدرِ شعبہ، پرنسپل اور فیکلٹی ڈین کے منصب پر فائز رہے۔ ان دنوں پنجاب یونی ورسٹی میں پروفیسر امریطس ہیں۔

۹۲ محقق اور استادِ ادبیاتِ اُردو۔ (پ: ۲۹/اکتوبر ۱۹۵۳ء) ۱۹۷۵ء میں اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور سے ایم اے اُردو اور ۱۹۹۰ء میں جامعہ پنجاب، لاہور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ازاں بعد پنجاب آرٹ کونسل لاہور میں ریزیڈنٹ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۹۳ء میں اورینٹل کالج لاہور سے بہ طور لیکچرر وابستہ ہوئے۔ ان دنوں شعبۂ اردو میں پروفیسر ہیں اور یونی ورسٹی کے ایڈیشنل رجسٹرار کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

۹۳ معروف محقق، غالب شناس اور استادِ ادبیاتِ اُردو۔ (پ: ۲۲/فروری ۱۹۳۳ء) برسوں انجمن ترقیِ اُردو ہند کے جنرل سیکرٹری اور ہفت روزہ ''ہماری زبان'' کے ایڈیٹر رہے۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ پانچ جلدوں میں غالب کے خطوط کو جدید اندازِ تحقیق سے مرتب کیا۔ ''آثار الصنادید'' کی تدوین بھی ان کا خاص کارنامہ ہے۔ دیگر کتابوں میں ''متنی تنقید'' کو قبولِ عام ملا۔

۹۴ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا سفرنامۂ اندلس ''پوشیدہ تری خاک میں ۔۔۔'' کے عنوان سے دارالتذکیر، لاہور کے زیرِ اہتمام ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا۔ دوسرا نظر ثانی اڈیشن ۲۰۱۱ء میں ادبیات لاہور نے شائع کیا۔

۹۵ ڈاکٹر ہاشمی نے محمد اشرف کی پٹنہ سے شائع ہونے والی کتاب اور اطہر شیر کی مرتبہ کتاب ''اقبال، فکر و فن'' کی فرمائش کی تھی مگر دونوں نہ مل سکیں۔ رفاقت علی شاہد ان دنوں دہلی گئے ہوئے تھے۔

۹۶ اُردو کے معروف اور صاحبِ طرز ادیب (۱۸۶۵ء- ۱۹۳۳ء)۔ خواجہ میر درد کے نواسے تھے۔ ''دلی کا اجڑا ہوا لال قلعہ''، ''دلی کا آخری دیدار''، ''مضامینِ فراق'' اور ''بیگموں کی چھیڑ چھاڑ'' اُن کی معروف کتابیں ہیں۔

۹۷ معروف شاعر اور نقاد (۱۸۹۶ء- ۱۹۸۲ء)۔ نام رگھوپتی سہائے تھا۔ کرسچین کالج لکھنؤ اور سناتن دھرم کالج کان پور میں اُردو کے استاد رہے۔ بعد ازاں ایم اے انگریزی کیا اور الٰہ آباد یونی ورسٹی میں انگریزی کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں تیس سال کی ملازمت کے بعد سبک دوش ہوئے۔ شاعری اور تنقید کی کئی کتابیں لکھیں۔ ان کی معروف کتابوں میں ''رمز و کنایات''، ''شبستاں''، ''روحِ کائنات''، ''مشعل'' اور ''روپ'' شامل ہیں۔

۹۸ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی تالیف ''اورینٹل کالج کے موجودہ اساتذہ: کوائف اور علمی خدمات'' مراد ہے۔ یہ کتاب اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

۹۹ معروف استاد اور ادیب۔ ۴/اپریل ۱۹۱۰ء کو ملک حاکم دین کے گھر لائل پور (موجودہ: فیصل آباد) میں پیدا ہوئے۔ لندن یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا۔ اسلامیہ کالج، لاہور میں استاد رہے۔ جامعۂ پنجاب کے شعبہ فارسی

میں لیکچرار، ریڈر اور پروفیسر رہے۔ پھر پرنسپل اورینٹل کالج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ان کی تصانیف اور تالیفات کی تعداد پچاس کے لگ بھگ ہے۔ اہم کتابوں میں ''نظامی گنجوی''، ''تعلق نامہ''، ''شعرائے پنجاب''، ''زہرہ اور بہرام''، ''جامع الحکایات''، ''واقعاتِ درانی''، ''پنجابی قصے فارسی زبان میں''، ''تذکرۂ خطاطین''، ''زبدۃ العارفین'' اور ''تاریخ پنجاب'' شامل ہیں۔ ۲۵ر اپریل ۱۹۹۳ء کو فوت ہو گئے۔

۱۰۰۔ مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور کا ترجمان۔ اس سہ ماہی جریدے کا آغاز جون ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ سید عابد علی عابد اس کے پہلے مدیر تھے۔ بعد میں ڈاکٹر وحید قریشی، احمد ندیم قاسمی اور شہزاد احمد اس کے مدیر رہے۔ اس جریدے کے کئی خصوصی نمبر شائع ہوئے۔

۱۰۱۔ نامور شاعر، افسانہ نویس اور صحافی۔ اصل نام احمد شاہ تھا (۱۹۱۶ء-۲۰۰۶ء)۔ ''پھول''، ''تہذیبِ نسواں''، ''ادبِ لطیف''، ''نقوش''، ''سویرا'' اور ''امروز'' کے مدیر رہے۔ ۱۹۶۳ء میں اپنا علمی و ادبی رسالہ ''فنون'' جاری کیا۔ ''دشتِ وفا''، ''دوام''، ''محیط''، ''لوحِ خاک''، ''رم جھم'' شاعری اور ''چوپال''، ''آنچل''، ''در و دیوار''، ''سناٹا''، ''گھر سے گھر تک'' اور ''نیلا پتھر'' افسانوں کے اہم مجموعے ہیں۔

۱۰۲۔ نسلوں کو پروان چڑھایا۔ اس ادبی رسالے نے کئی خاص نمبر شائع کیے جن میں خدیجہ مستور نمبر، اختر حسین جعفری نمبر، غالب نمبر، غزل نمبر اور اقبال نمبر شامل ہیں۔

۱۰۳۔ ''ہائیڈل برگ میں علامہ اقبال کی یادگاریں'' کے عنوان سے ڈاکٹر ہاشمی کا مضمون ''تکبیر'' (۲۵ر جنوری ۱۹۹۹ء) میں چھپا تھا۔

۱۰۴۔ معروف مستشرق، دانش ور اور اقبال شناس (۱۹۲۲ء-۲۰۰۳ء)۔ جرمن، عربی، فارسی، ترکی، انگریزی، سندھی اور اُردو زبانوں کی ماہر۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست اور اقبال پر قابلِ قدر کام کیا۔ ''جاوید نامہ'' کا جرمن اور ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔ سو سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف و ترجمہ کیں۔

۱۰۵ معروف صحافی اور ادیب۔ ۵ر جنوری ۱۹۳۵ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک غریب خاندان سے تھا، اس لیے تواتر و تسلسل کے ساتھ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ تقسیم کے بعد کراچی میں آ گئے۔ یہیں سے بی اے بی ایڈ کیا اور ٹیچر ٹریننگ میں بہ حیثیت استاد ملازمت کی۔ مولانا ظفر احمد انصاری کے اصرار پر حریت میں ملازمت شروع کی۔ روزنامہ ''جسارت'' کراچی کے ایڈیٹر رہے۔ کراچی سے اپنا ہفت روزہ ''تکبیر'' کے نام سے جاری کیا۔ اس جریدے میں ان کی صحافت کے اصل جوہر کھلے۔ انھیں حق گوئی کی پاداش میں کئی بار پابندِ سلاسل ہونا پڑا۔ ۴ر دسمبر ۱۹۹۴ء میں انھیں نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ ان کی تصانیف میں: ''انسانی حقوق'' معروف ہے۔

۱۰۶۔ اورینٹل کالج کی ایم اے اُردو کی طالبہ سلمیٰ نذیر نے ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی نگرانی میں ''اسلوب احمد انصاری بہ طور اقبال شناس'' کے موضوع پر مقالہ تحریر کیا۔

۱۰۷۔ ''سرزمیں دلی کی'' کے عنوان سے ڈاکٹر ہاشمی کا سفر نامہ ماہنامہ ''علامت'' (جولائی ۱۹۹۸ء) میں شائع ہوا تھا۔

۱۰۸۔ معروف استاد، نقاد اور محقق۔ اصل نام عبادت یار خاں تھا۔ حکایت یار خاں کے گھر ۱۴ر اگست ۱۹۲۰ء کو لکھنؤ میں پید

ہوئے۔ لکھنؤ یونی ورسٹی سے ۱۹۴۲ء میں ایم اے اور ۱۹۴۶ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اینگلو عربک کالج دہلی میں صدرِ شعبہ اُردو رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور جامعہ پنجاب سے وابستہ ہوئے۔ یہاں وہ پروفیسر، صدرِ شعبہ اردو اور اورینٹل کالج کے پرنسپل رہے۔ ۱۹۸۰ء میں ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ بیسیوں کتابیں لکھیں۔ معروف کتابوں میں ''اردو تنقید کا ارتقا''، ''تنقیدی زاویے''، ''غزل اور مطالعۂ غزل''، ''جدید شاعری''، ''اقبال کی اُردو نثر''، ''جہانِ اقبال''، ''غالب کا فن''، ''شاعری اور شاعری کی تنقید'' اور ''تنقیدی تجربے'' شامل ہیں۔ ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۸ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔

۱۰۹۔ معروف نقاد اور ادیب۔ (پ: ۲۰/ دسمبر ۱۹۵۰ء) مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ اُردو کے پروفیسر، صدرِ شعبہ اور اب ڈین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف۔ چند اہم کتب کے نام یہ ہیں: ''تخلیقی تجربہ''، ''مشرقی شعریات'' اور ''اُردو تنقید کی روایت''، ''ناول کا فن''، ''معاصر تنقیدی رویے''، ''شاعری کی تنقید''۔

۱۱۰۔ معروف محقق، ادیب اور مکتوب نویس۔ (پ: ۴/ مارچ ۱۹۳۱ء) مولانا غلام رسول مہر، ڈاکٹر مختار الدین احمد، مشفق خواجہ اور دوسرے اکابر سے ان کا سلسلۂ مکاتبت سال ہا سال جاری رہا۔ تصانیف میں ''نقوشِ جمیل''، ''خطباتِ یومِ رضا''، ''مولانا ابوالکلام آزاد: ایک نادرِ روزگار شخصیت''، ''روادادِ حوزۂ نقش بندیہ'' اور ''نگارشاتِ ڈاکٹر حمید اللہ'' شامل ہیں۔

۱۱۱۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے مضامین کا مجموعہ۔ یہ مجموعہ کلیۂ علومِ اسلامیہ و شرقیہ، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۹۹۹ء میں اشاعت پذیر ہوا۔

۱۱۲۔ (پ: ۶/ فروری ۱۹۳۹ء دریاباد ضلع بارہ بنکی) ۱۹۵۹ء سے ۱۹۷۳ء تک پنجاب یونی ورسٹی، لاہور میں کتاب دار رہے۔ ۱۹۷۳ء میں امریکا چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔ رشید حسن خاں، ڈاکٹر مختار الدین احمد، مشفق خواجہ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور دیگر اہلِ علم سے اُن کے نیاز مندانہ مراسم کا سلسلہ سالوں پر محیط ہے۔ موصوف علمی و ادبی کتابوں کے حد درجہ شائق ہیں، آپ بیتی اور سفرناموں (بالخصوص حج اور عمرہ کے سفرناموں) کا بہت بڑا ذخیرہ اُن کے پاس ہے۔ علمی کتابوں کی اشاعت اور تقسیم و ترسیل میں اہلِ علم کی معاونت کرتے ہیں۔

۱۱۳۔ معروف محقق، نقاد، استاد اور اقبال شناس۔ (پ: ۲۹/ مارچ ۱۹۳۹ء) پہاڑ پور ضلع جون پور سے تعلق ہے۔ گورکھ پور یونی ورسٹی سے ۱۹۶۲ء میں ایم اے اور ۱۹۶۵ء میں ''اقبالیات کا تنقیدی مطالعہ'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ دہلی یونی ورسٹی میں صدر شعبۂ اُردو رہے۔ بعد ازاں اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی سری نگر اور جواہر لعل نہرو یونی ورسٹی دہلی میں وزٹنگ پروفیسر کے طور پر کام کیا۔ آج کل دہلی یونی ورسٹی کے پروفیسر ایمریطس ہیں۔ اہم کتابوں میں ''اقبال کے ابتدائی افکار''، ''رشید احمد صدیقی کا ثقافتی منظر نامہ''، ''فکر اقبال کی سرگذشت''، ''اقبال: شاعرِ رنگین نوا''، ''بکھرے خیالات''، ''دیوان زادہ''، ''انتخابِ حاتم'' اور ''متاعِ سخن'' شامل ہیں۔

۱۱۴۔ معروف نقاد اور اردو ادبیات کے استاد۔ (۱۹۱۰ء-۱۹۷۶ء)۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ الہ آباد یونی ورسٹی سے ایم اے

اُردو کا امتحان پاس کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ ادبی رسالے ''ماہِ نو'' کے مدیر رہے۔ بعدازاں اورینٹل کالج، لاہور میں پروفیسر اور صدرِ شعبہ رہے۔ ۱۹۷۰ء میں ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: ''فنِ افسانہ نگاری''، ''داستان سے افسانے تک''، ''نیا افسانہ''، ''ہماری داستانیں''، ''فن اور فن کار''، ''آغا حشر اور ان کے ڈرامے''، ''اقبال شاعر اور فلسفی''۔

۱۱۵۔ معروف نقاد، شاعر اور ادیب۔ چھانواں پھول پور ضلع اعظم گڑھ میں ۴/اکتوبر ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے انگریزی، جامعۂ پنجاب سے ایم اے اُردو اور جامعۂ کراچی سے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور سے تدریس کا آغاز کیا۔ اورینٹل کالج میں اُردو ادبیات کے استاد رہے۔ کئی کتابیں لکھیں۔ معروف کتابوں میں ''تہذیب و تخلیق''، ''مغرب کے تنقیدی اصول''، ''تیشۂ لفظ''، ''داستانِ مغلیہ'' (ترجمہ)، ''افتادگانِ خاک'' (ترجمہ) شامل ہیں۔

۱۱۶۔ یہاں جرنل سے ''اورینٹل کالج میگزین'' مراد ہے۔

۱۱۷۔ معروف استاد، محقق اور اقبال شناس۔ یکم اپریل ۱۹۲۰ء کو سلطان پور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں الہ آباد یونی ورسٹی سے ایم اے فارسی اور ۱۹۴۵ء میں آگرہ یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۷ء میں جامعۂ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ رائے پور اسلامیہ کالج، لاہور، اورینٹل کالج، لاہور اور اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور میں اُردو کے استاد، صدرِ شعبہ اور ڈین رہے۔ ۱۸/جون ۲۰۰۰ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ تصانیف و تالیفات اور تراجم میں ''مولوی نذیر احمد دہلوی: احوال و آثار''، ''کلیاتِ نظمِ حالی''، ''کلامِ حکیم''، ''شذراتِ فکرِ اقبال''، ''جواہرِ حالی'' اور ''عروجِ اقبال'' شامل ہیں۔

۱۱۸۔ نام ور شاعر۔ ۱۸۵۳ء میں خیرآباد ضلع سیتاپور میں پیدا ہوئے۔ اسیر لکھنوی اور امیر مینائی سے تلمذ تھا۔ ''خیامِ ہند'' کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں خیرآباد میں وفات پائی۔ ''ریاضِ رضواں'' کے نام سے دیوان یادگار ہے۔

۱۱۹۔ معروف محقق، مخطوطہ شناس، استادِ ادبیاتِ اُردو۔ ۱۹۳۳ء میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ سندھ یونی ورسٹی، حیدرآباد سے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی شاگردی میں ایم اے کیا۔ پی ایچ ڈی بھی انھی کی نگرانی میں سندھ یونی ورسٹی سے کی۔ ان کا موضوعِ مقالہ ''دبستانِ دہلی کی نثر'' تھا۔ سندھ یونی ورسٹی میں اُردو کے استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔ انھوں نے شعبۂ اُردو سے ایک معیاری علمی مجلہ ''تحقیق'' کے نام سے جاری کیا۔ ان کی اہم تصانیف و تالیفات میں ''دین و ادب''، ''مطالعات''، ''تین نثری نوادر''، ''فورٹ ولیم کالج''، ''بیاضِ مقیم''، ''ابیاتِ شاہ کریم'' اور ''دو آہنگ'' شامل ہیں۔ ۱۳/فروری ۲۰۰۱ء کو حیدرآباد سندھ میں فوت ہو گئے۔

۱۲۰۔ معروف طبیب، محقق اور دانش ور۔ ۲۷/اگست ۱۹۲۷ء کو حکیم فقیر محمد چشتی کے گھر امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ضیاالدین احمد قادری مہاجر مدنی کے دست گرفتہ تھے۔ ۱۷/نومبر ۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔ ان کا مطب اہلِ علم و ادب کا مرکز رہا ہے۔ ''اذکارِ جمیل''، ''ذکرِ مغفور'' اور ''مولانا غلام محمد ترنم'' ان کی تصانیف ہیں۔

۱۲۱۔ معروف محقق اور عربی کے نام ور عالم۔ سید محمود شاہ کے گھر ۱۴/اگست ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ میں پیدا ہوئے۔ علی

گڑھ سے بی ایس سی انجینیر نگ کے بعد پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا۔ پاکستان واپڈا میں بہ طور چیف انجینیر ملازمت کی۔ تصانیف میں ''جدید بغداد'' (ترجمہ)، ''مضامین''، ''عربی ادب کی تاریخ''، ''مغربی جرمنی میں ایک برس''، ''کچھ یادیں کچھ باتیں''، ''اخوان الصفا اور دوسرے مضامین''، ''عربی ادب میں مطالعے'' اور ''کل کی بات'' شامل ہیں۔ مولانا مودودی کی ۶ کتابوں کے عربی ترجمے کیے۔

۱۲۲۔ نام ور استادِ ادبیاتِ اُردو اور نقاد۔ ۱۸ر جولائی ۱۹۴۷ء کو ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ اورینٹل کالج میں پروفیسر، صدرِ شعبہ اور پرنسپل کے منصب پر کام کیا۔ یونی ورسٹی آف فارن سٹڈیز ٹوکیو میں بھی کچھ عرصہ خدمات انجام دیں۔ واپسی پر گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو سے بہ طور صدر وابستہ ہوئے۔ کئی کتابیں لکھیں جن میں ''طرزیں'' اور ''سرچشمے'' کو بہت مقبولیت ملی۔ ۱۳ مارچ ۲۰۰۹ء کو لاہور میں فوت ہو گئے۔

۱۲۳۔ سید حامد (پ: ۲۰ر مارچ ۱۹۲۲ء) ماہرِ تعلیم، ادیب، بھارت کی سول سروس میں مختلف مناصب پر مامور رہے۔ سبک دوشی کے بعد علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی اور ہمدرد یونی ورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ''نگار خانۂ رقصاں'' تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔

۱۲۴۔ معروف شاعر، نقاد اور دانش ور۔ (پ: ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۵ء)۔ انڈین سول سروس میں رہے۔ ۱۹۹۹ء میں سبک دوشی کے بعد قومی کونسل برائے فروغِ اُردو، دہلی کے ڈائریکٹر رہے۔ ان کا رسالہ ''شب خون'' جدید ادب کے فروغ میں سرگرمِ عمل رہا۔ کئی کتابیں لکھیں۔ ان کی معروف کتابوں میں ''لفظ و معنی''، ''شعر، غیر شعر اور نثر''، ''عروض، آہنگ اور بیان''، ''شعرِ شور انگیز''، ''افسانے کی حمایت میں''، ''خورشید کا سامانِ سفر''، ''شعرِ اقبال پر کچھ تحریریں'' اور ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' شامل ہیں۔

۱۲۵۔ معروف محقق اور نقاد۔ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ کے شعبۂ اُردو میں صدر رہے۔ رسالہ ''فکر و نظر'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ کئی کتابوں کے مصنف، مؤلف اور مترجم۔

۱۲۶۔ دیکھیے: حاشیہ نمبر ۸۹۔

۱۲۷۔ معروف محقق، استاد اور بزرگ۔ ۲۳ر ستمبر ۱۹۱۲ء کو جبل پور میں پیدا ہوئے۔ نویں جماعت تک تعلیم جبل پور میں حاصل کی اس کے بعد علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے جہاں سے میٹرک، ایف اے، بی اے ایم اے اُردو، ایم اے فارسی اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۳۷ء میں کنگ ایڈورڈ کالج امراوتی میں لیکچرر مقرر ہوئے۔ ناگ پور یونی ورسٹی میں صدرِ شعبہ اُردو رہے ۱۹۶۴ء میں حسن غزنوی پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد اُردو کالج، کراچی یونی ورسٹی اور پھر سندھ یونی ورسٹی میں استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد ایمریطس پروفیسر کے منصب پر فائز رہے۔ کئی کتابیں لکھیں۔ معروف کتابوں میں ''اقبال اور قرآن''، ''فارسی پر اُردو کا اثر''، ''ملفوظاتِ اکابرِ نقش بندیہ''، ''معارفِ اقبال''، ''تحقیقی جائزے''، ''علمی نقوش''، ''حالی کا ذہنی ارتقا'' اور ''ہمارا علم و ادب'' شامل ہیں۔

۱۲۸۔ ڈاکٹر نجم الاسلام کے شاگرد اور سندھ یونی ورسٹی جام شورو میں شعبۂ اُردو کے استاد۔

۱۲۹۔ شاید سہ ماہی ''نوادر'' لاہور کی طرف اشارہ ہے جو مجلسِ یادگارِ نظیر حسنین زیدی کے زیرِ اہتمام بیگم شاہین زیدی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ ابتدائی چند شمارے ڈاکٹر رفاقت علی شاہد نے مرتب کیے، بعدازاں ڈاکٹر گوہر نوشاہی اس رسالے کے مدیر اعلیٰ رہے۔

۱۳۰۔ خورشید صاحب سے مراد ڈاکٹر عطا خورشید ہیں۔ وہ ان دنوں مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے وابستہ ہیں۔

۱۳۱۔ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کا ماہ وار علمی رسالہ جو مضامین، خبروں اور تبصروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ افتخار عارف کی صدر نشینی کے زمانے تک تواتر اور تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ بعدازاں اس کی باقاعدہ اشاعت میں کچھ خلل آ گیا۔

۱۳۲۔ معروف شاعر، نقاد اور ماہرِ تعلیم ڈاکٹر محمد دین تاثیر کے موضوع پر پروفیسر ریاض قدیر نے جامعہ پنجاب سے ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے مقالے کے بیرونی ممتحن ڈاکٹر مختار الدین احمد تھے۔

۱۳۳۔ اورینٹل کالج لاہور کے شعبۂ اُردو کا تحقیقی و تنقیدی مجلّہ۔ سالِ اجرا: ۲۰۰۲ء۔ بانی مدیر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی تھے۔ بعدازاں ڈاکٹر تحسین فراقی اور ان کے بعد ڈاکٹر محمد سلیم ملک اس کے مدیر رہے۔ آج کل ڈاکٹر فخر الحق نوری اس کے مدیر ہیں۔

۱۳۴۔ فارسی زبان و ادب کے عالم، محقق، مترجم اور ماہرِ تعلیم۔ (پ: ۱۹؍ اکتوبر ۱۸۹۴ء۔ ۲۱؍ مئی ۱۹۴۸ء) کیمبرج یونی ورسٹی سے معروف مستشرق ای جی براؤن کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج، لاہور میں فارسی کے استاد، شعبے کے صدر اور کالج کے پرنسپل رہے۔ ڈاکٹر داؤد رہبر ان کے صاحب زادے ہیں۔

۱۳۵۔ ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹنر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ایم اے، پی ایچ ڈی اور بار ایٹ لا کی ڈگریاں حاصل کیں۔ پنجاب یونی ورسٹی کے بنیاد گزاروں میں شامل تھے۔ ۱۸۶۰ء کو یونی ورسٹی کالج کے رجسٹرار مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۶ء تک اورینٹل کالج کے پرنسپل رہے۔ ۱۸۹۹ء میں فوت ہوئے۔ ڈاکٹر لائٹنر کئی زبانوں کے ماہر تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں ''عربی صرف و نحو''، ''سنینِ اسلام'' (دو حصے) "Bashgeli Kafirs and their "The Simla Dialect" "Hunza and Nagyr handbook languages" اور "The Theory and Practice of education" شامل ہیں۔

۱۳۶۔ نام ور محقق، مدوّن اور مرتّب۔ اصل نام محمد اکرام چغتائی ہے۔ ۲۲؍ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو محمد رمضان کے گھر سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں جامعۂ پنجاب سے ایم اے (اُردو) کی ڈگری حاصل کی۔ ایک طویل عرصہ اُردو سائنس بورڈ کی ملازمت میں گزارا۔ کئی کتابوں کے مصنّف و مرتّب ہیں۔ ''شاہانِ اودھ کے کتب خانے''، ''آثارِ البیرونی''، ''نگار دہلوی''، ''انگریزی اُردو لغت'' از فیلن [ترتیب] خصوصیّت سے قابلِ ذکر ہیں۔

۱۳۷۔ معروف ترقی پسند ادیب، شاعر، افسانہ نگار اور نقاد۔ یکم جولائی ۱۹۱۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ایم اے انگریزی کے بعد تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ انگریزی اور اُردو میں انھوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ چند معروف کتابوں میں ''دلی کی شام''، ''انگارے''، ''شعلے''، ''ہماری گلی'' اور ''قید خانہ'' شامل ہیں۔

۱۳۸۔ ہاشمی صاحب کی نگرانی میں مسرت انیس نے رشید حسن خاں کے حوالے سے ایم اے کا مقالہ لکھا۔اس نے جو سوال نامہ خاں صاحب کو ارسال کیا،اس کے جواب میں خاں صاحب نے پانچ سات صفحات میں اپنا حیات نامہ لکھ بھیجا۔یہ تحریر ''کچھ اپنے بارے میں'' کے عنوان سے ''بازیافت'' کے پہلے شمارے میں شائع ہوئی۔

۱۳۹۔ ''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی'' میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کا کوئی مضمون شامل نہیں۔

۱۴۰۔ ''سلام و پیام'' ڈاکٹر داؤد رہبر کے مکاتیب کا مجموعہ ہے۔اب تک ''سلام و پیام'' کے تین حصّے شائع ہو چکے ہیں۔ دوسرا حصّہ ۲۰۰۲ء میں سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔

۱۴۱۔ محمد ایوب للہ، ڈاکٹر ہاشمی کے عزیز شاگرد۔اورینٹل کالج سے پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔گورنمنٹ کالج پنڈ دادن خان میں اُردو کے استاد ہیں۔انھوں نے ہاشمی صاحب پر ایک شگفتہ خاکہ لکھا تھا۔

۱۴۲۔ ''مجلّہ سخن'' اورینٹل کالج، لاہور کے شعبۂ اُردو کے طلبہ وطالبات اور اساتذہ کی تحریروں کا ترجمان علمی وادبی رسالہ ہے جو سال میں ایک بار شائع ہوتا ہے۔

۱۴۳۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کو ''تحقیق'' کے لیے جو دو مضامین بھیجے تھے۔ان میں سے ایک ''منتخب القوافی از عشقی عظیم آبادی''، ''ارمغانِ شیرانی'' (مرتبہ ڈاکٹر ہاشمی + ڈاکٹر زاہد منیر عامر) میں شائع ہوا۔ دوسرا مضمون ''آٹھویں صدی کا ایک نام ور عرب مصنف'' سندھ یونی ورسٹی، جامشورو کے تحقیقی مجلّے ''تحقیق'' کے شمارہ ۱۹ بابت ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔افسوس کہ ''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی'' میں ان کا کوئی مضمون شامل نہیں۔

۱۴۴۔ قائدِ اعظم لائبریری کا علمی ترجمان۔ششماہی رسالہ۔اس کا دورِ ثانی ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں شروع ہوا۔ان کی وفات کے بعد عنایت اللہ اور پھر شہزاد احمد اس کے مدیر ہوئے۔شہزاد صاحب کی وفات کے بعد آج کل ڈاکٹر تحسین فراقی مدیر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

۱۴۵۔ شاعر، محقق، نقاد اور ماہرِ تعلیم۔اصل نام غلام جعفر ہے۔۲۷؍جنوری ۱۹۴۷ء کو لیہ میں پیدا ہوئے۔ایم اے کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں اُردو کے استاد ہو گئے۔۲۰۱۰ء کو راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔ان کی کتابوں میں ''مطلعین''، ''اقبالیاتِ اسد ملتانی''، ''اقلیم''، ''بیعت'' اور ''برسبیلِ سخن'' شامل ہیں۔

۱۴۶۔ محمد طفیل مدیر نقوش کے صاحب زادے۔نقوش پریس کے مالک اور سہ ماہی ''نقوش'' کے موجودہ مدیر۔

۱۴۷۔ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو کے تحقیقی مجلّے ''تحقیق نامہ'' کی طرف اشارہ ہے۔ڈاکٹر سیّد معین الرحمن اس مجلّے کے بانی مدیر تھے۔

۱۴۸۔ معروف ادیب، محقق اور ماہرِ تعلیم۔مومن خان مومن پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔اورینٹل کالج، لاہور میں اُردو کے استاد رہے۔۱۸؍مارچ ۲۰۰۴ء کو نیویارک میں انتقال کیا۔

۱۴۹۔ مولانا مودودی کی صاحب زادی حمیرہ مودودی نے اپنے والدین کے تذکار پر مشتمل کتاب ''شجر ہائے سایہ دار'' لکھی جو منشورات، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔

۱۵۰۔ کراچی سے شائع ہونے والے سیاسی، سماجی اور علمی ہفت روزہ۔یہ ہر جمعے کو شائع ہوتا ہے اس لیے اس کا نام ''فرائیڈے اسپیشل'' رکھا گیا۔

۱۵۱ مشفق خواجہ مرحوم کی بیوہ۔

۱۵۲ ادیب، شاعر، اقبال شناس۔ ۵ر دسمبر ۱۹۱۸ء کو میاں والی میں لالہ تلوک چند محروم کے گھر جنم لیا۔ راول پنڈی اور لاہور کی درس گاہوں سے تعلیم حاصل کی۔ حکومتِ ہند کے محکمۂ اطلاعات میں ملازمت کی۔ جموں یونی ورسٹی میں استاد، صدرِ شعبہ اور پروفیسر امریطس رہے۔ ۲۴ر جولائی ۲۰۰۴ء کو آں جہانی ہوئے۔ معروف کتابوں میں ''اقبال اور اس کا عہد''، ''اقبال اور مغربی مفکرین''، ''اقبال اور کشمیر''، ''فکرِ اقبال کے بعض اہم پہلو''، ''اقبال کی کہانی''، ''محمد اقبال: ایک ادبی سوانح حیات'' اور ''مرقعِ اقبال'' شامل ہیں۔

۱۵۳ اُردو کا معروف ادبی رسالہ۔ مولانا حامد علی خاں کے صاحب زادے شاہد علی خاں نے ۲۰۰۱ء میں لاہور سے دوبارہ ''الحمرا'' کی اشاعت کا آغاز کیا۔ اپنے پہلے دور کی طرح دوسرے دور میں بھی اس رسالے کو معروف اہلِ قلم کا تعاون حاصل ہے۔

۱۵۴ مولانا حامد علی خاں کے بیٹے اور ''الحمرا'' کے مدیر۔

۱۵۵ شاعر، ادیب، محقق اور صحافی۔ منشی سراج الدین احمد کے گھر ۱۹۰۱ء کو کرم آباد میں پیدا ہوئے۔ مکتبہ فرینکلن کے ڈائریکٹر اور نیشنل کالج، لاہور میں استاد رہے۔ دہلی ریڈیو سے بھی کچھ عرصہ وابستہ رہے۔ ہمایوں، مخزن اور الحمرا کی ادارت کا فریضہ بھی انجام دیا۔ ۵ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ ان کے علمی کارناموں میں ''دیوانِ غالب'' کی ترتیب وتدوین سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

۱۵۶ اُردو کا عہد ساز ادبی رسالہ۔ محمد طفیل نے ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری کیا۔ ابتدا میں احمد ندیم قاسمی، ہاجرہ مسرور اور سیّد وقار عظیم کے زیرِ ادارت شائع ہوتا رہا۔ شمارہ ۱۹ سے محمد طفیل نے اس کی ادارت سنبھالی اور چند سالوں میں اس کا شمار اُردو کے اہم ادبی رسائل میں ہونے لگا۔ ''نقوش'' کے خاص نمبر اپنی نظیر آپ ہیں۔

۱۵۷ ''ارمغانِ ڈاکٹر سید عبداللہ'' (مرتبہ: ڈاکٹر تحسین فراقی + ڈاکٹر ضیاالحسن) ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔ اس ارمغان میں ڈاکٹر مختار الدین احمد نے اپنے نام ڈاکٹر سیّد عبداللہ کے بائیس مکاتیب کو تعارف اور حواشی کے ساتھ پیش کیا۔

۱۵۸ معروف محقق، نقاد، شاعر اور ماہرِ تعلیم۔ اصل نام محمد صالحین ہے۔ ۲ر اپریل ۱۹۴۰ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں ایم اے اُردو اور ۱۹۷۳ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج میں طویل عرصہ استاد رہے۔ جاپان کی اوساکا یونی ورسٹی میں اُردو کی تدریس سے منسلک رہے۔ کئی کتابیں تصنیف وتالیف کیں۔ چند اہم کتابوں میں ''نقدِ سرشار''، ''جدید اُردو شاعری میں علامت نگاری''، ''اقبال اور نئی قومی ثقافت''، ''شاگردانِ مصحفی''، ''نئے شعری تجزیے''، ''تمثال''، ''تاریخِ ادبِ اُردو'' شامل ہیں۔

۱۵۹ اشارہ ڈاکٹر تحسین فراقی کی طرف ہے۔

۱۶۰ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے سلسلے میں یادگاری کتاب کی ترتیب کا کام ڈاکٹر سہیل احمد خاں اور ڈاکٹر محمد کامران کے سپرد تھا۔ ابھی تک یہ ارمغان شائع نہیں ہوا۔

۱۶۱ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بزمِ اقبال لاہور کے اعزازی سیکرٹری اور رسالہ ''اقبال'' کے مدیر تھے۔

۱۶۲۔ معروف کہانی کار، ناول نگار اور دانش ور۔ دسمبر ۱۹۲۵ء کو بلند شہر میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اُردو تک تعلیم حاصل کی۔ بیسیوں کتابیں لکھیں۔ معروف کتابوں میں ''گلی کوچے''، ''کنکری''، ''آخری آدمی''، ''شہرِ افسوس''، ''چھوٹے انتظار حسین ''چاند گہن''، ''بستی''، ''علامتوں کا زوال''، ''جنم کہانیاں'' اور ''دن اور داستان'' شامل ہیں۔

۱۶۳۔ انتظار صاحب کا اُردو کالم اُن دنوں روزنامہ ''جنگ''، لاہور میں شائع ہوتا تھا۔ آج کل وہ ''ایکسپریس'' میں اردو کالم لکھتے ہیں۔

فہرست اسنادِ محولہ:

۱۔ انجم، زاہد حسین، ۱۹۸۸ء، ہمارے اہلِ قلم، لاہور، ملک بک ڈپو۔
۲۔ انور سدید، ڈاکٹر، جنوری ۱۹۹۲ء، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اسلام آباد، اکادمی ادبیاتِ پاکستان۔
۳۔ خالد ندیم، ڈاکٹر، ۲۰۱۲ء، اقبالیاتی مکاتیب بنام رفیع الدین ہاشمی [جلد اوّل]، راول پنڈی، الفتح پبلی کیشنز۔
۴۔ رفیع الدین ہاشمی، ۱۹۹۷ء، اورینٹل کالج کے موجودہ اساتذہ___ کوائف اور علمی خدمات، لاہور، پنجاب یونی ورسٹی۔
۵۔ رفیع الدین ہاشمی، فروری ۲۰۰۲ء، ڈاکٹر و ڈاکٹر زاہد منیر عامر، ارمغانِ شیرانی: لاہور، شعبۂ اُردو پنجاب یونی ورسٹی، اورینٹل کالج۔
۶۔ رفیع الدین ہاشمی، ۱۹۹۸ء، ڈاکٹر و دیگر ارمغانِ علمی (نذرِ ڈاکٹر وحید قریشی)، لاہور، القمر انٹر پرائزز۔
۷۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، ۲۰۰۸ء، مکاتیب مشفق خواجہ، لاہور، ادارۂ مطبوعاتِ سلیمانی۔
۸۔ سلیج، ڈاکٹر محمد منیر احمد، ۲۰۰۶ء، وفیاتِ نام ورانِ پاکستان، لاہور، اُردو سائنس بورڈ۔
۹۔ سلیج، ڈاکٹر محمد منیر احمد، ۲۰۰۸ء، وفیاتِ اہلِ قلم، اسلام آباد، اکادمی ادبیاتِ پاکستان۔
۱۰۔ شاہد، رفاقت علی، ۱۷ ستمبر ۲۰۰۸ء، ڈاکٹر تحسین فراقی (کتابیات): لاہور، القمر انٹر پرائزز۔
۱۱۔ عبدالسلام، جنوری ۱۹۸۴ء، اُردو انسائیکلو پیڈیا، لاہور، فیروز سنز۔
۱۲۔ عطا خورشید، ڈاکٹر و مہر الٰہی ندیم (مرتبین)، ۲۰۰۲ء، مختار نامہ: علی گڑھ، علی گڑھ ہیریٹیج پبلی کیشنز۔
۱۳۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، ۱۹۸۲ء، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، لاہور، جامعۂ پنجاب۔
۱۴۔ محمود الٰہی (چیئرمین)، ۱۹۸۳ء، دستاویز (مصنفین کے اپنے قلم سے)، لکھنؤ، اتر پردیش اُردو اکادمی۔
۱۵۔ نارنگ، گوپی چند، عبداللطیف اعظمی، ۱۹۹۶ء، ہندوستان کے اُردو شعرا اور مصنفین، دہلی، اردو اکادمی۔
۱۶۔ ناشاد، ڈاکٹر ارشد محمود (مرتب)، جون ۲۰۰۹ء، مکاتیب رشید حسن خاں بنام رفیع الدین ہاشمی، لاہور، ادبیات۔
۱۷۔ نامعلوم، ۲۰۰۳ء، جامع اُردو انسائیکلو پیڈیا [ج اوّل]، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان۔
۱۸۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، ۱۹۷۰ء، یونی ورسٹی اورینٹل کالج کے اساتذہ کا تحقیقی، ادبی اور درسی سرمایہ لاہور، پنجاب یونی ورسٹی۔